دارالافتاء ۳۴/۱۸۹۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمی ومکرمی جناب مولانا سید حسین احمد صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ: امید ہے بعافیت ہونگے اور علوم دین کی خدمت میں مصروف ہونگے۔ از بندہ گلاب شاہ... چارسدہ

بعداز سلام عرض ہے کہ ہمارے ضلع چارسدہ کے ایک عالم مولانا عمر خان صاحب نے مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا تھا جس میں انہوں نے سوال کیا تھا کہ آپ حضرات اوقات نماز کے پرانے نقشے ۱۸ درجے والے کو درست قرار دیتے ہیں، اس پر آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ تو آپ نے مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب کی طرف سے ان کو لکھا تھا کہ اس کے دلائل پروفیسر عبداللطیف صاحب کی کتاب ''صبح کاذب وصادق'' میں ہیں۔ اور شبیر احمد کاخیل صاحب کی کتاب فہم فلکیات میں ہیں۔ آپ کے فتوے کا نقل خط کے ساتھ منسلک ہے۔ یہ فتویٰ آپ نے (۲۸۔۱۰۔۱۴۲۷) میں دیا ہے اور اس پر مولانا مفتی محمود اشرف صاحب کا بھی دستخط اور مہر ہے۔ اس کے متعلق بندہ چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہے، وہ یہ کہ

حضرت! آپ نے کتابوں کا حوالہ دے دیا ہے لیکن اس عاجز نے ان دونوں کتابوں کا پورا مطالعہ کیا ہے، اس میں ایسی کوئی عبارت نظر نہیں آئی جو اس دعوی پر دلیل بن سکے۔ بندہ کا غالب گمان یہ ہے کہ آپ نے ان کتابوں کا خود مطالعہ نہیں کیا ہے بلکہ ان کتابوں کے مصنفین پر حسن ظن کی وجہ سے آپ نے ان کتابوں پر اعتماد کیا ہے۔ اگر بات یہی ہے تو بندہ بڑے ادب کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ آپ ان کتابوں کا مطالعہ کریں اور ان میں جو عبارتیں اس دعوی پر قابل استدلال ہوں، ان کو لکھ کر بندہ پر احسان فرمائیں۔ کیوں کہ مسئلہ فرض نماز کا ہے۔ اگر ۱۸ درجے والا قول درست ثابت نہ ہو جائے تو اس پر عمل کرنے سے امت کی نمازیں ضائع ہونگی۔ اس لئے اس مسئلہ میں پوری تحقیق کی ضرورت ہے۔ بندہ نے شبیر احمد کاخیل صاحب کی کتاب کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے صرف دعویٰ کیا ہے کہ صبح صادق وعشاء ۱۸ درجے پر ہیں لیکن فلکیات کی کسی معتبر کتاب سے کوئی حوالہ بطور دلیل پیش نہیں کیا ہے۔ ایک جگہ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے ایک موقع پر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس مسئلہ پر بات کی تھی تو مفتی صاحب نے ان کی بات مان کر اپنے موقف پر زور نہ دینے کا اعلان فرمایا تھا لیکن اس بات کے لئے بھی انہوں نے بطور ثبوت کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی بات کو ثابت کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے بلکہ صرف ان کا فرمایا ہوا سب کچھ ہے۔ آپ کے پاس تو احسن الفتاوی کی کتاب ضرور موجود ہوگی۔ حضرت مفتی رشید احمد نے اپنے موقف پر کتنے ٹھوس دلائل پیش کئے ہیں، ان دلائل کا کوئی جواب آج تک کسی نے نہیں دیا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ حضرات ایسے بزرگ عالم دین جو فقہ اور فلکیات دونوں میں ماہر ہیں۔ آپ ان کے اس مدلل موقف کو چھوڑ کر امت کو غیر سنجیدہ پروفیسروں کے حوالے کرتے ہیں۔ آپ حضرات کی یہ بات بھی قابل اشکال ہے'' کہ ہمارے بزرگوں نے حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس موقف پر اتفاق نہیں فرمایا'' آخر انہوں نے کیوں اتفاق نہیں فرمایا ہے؟۔ دوسری کتاب جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے، وہ پروفیسر عبداللطیف صاحب کی کتاب ہے۔ بندہ کو اس میں بھی ۱۸ درجے والے موقف پر کوئی دلیل نظر نہیں آئی۔ کتاب پڑھنے سے بندہ نے یہ محسوس کیا کہ پروفیسر صاحب فن فلکیات میں ماہر نہیں ہے لیکن فن سے ناواقف لوگوں کو مغالطہ دینے کے ماہر ہیں۔ بندہ بطور نمونہ چار مغالطے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

پروفیسر صاحب نے اپنی کتاب میں صفحہ ۹۹ پر امداد الاحکام کے حوالے سے شرح چغمینی کی عبارت نقل کی ہے اور دھوکوں سے کام لیتے ہوئے اس سے صبح صادق ۱۸ درجے پر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لکھتے ہیں

قال فی شرح الچغمینی وقد عرف بالتجربۃ ان اول الصبح واخر الشفق انما یکون اذا کان انحطاط الشمس ثمانیۃ عشر جزء اھ قال المحشی ھذا ھو المشھور ووقع فی بعض کتب ابی ریحان انہ سبعۃ عشر جزء وقیل انہ تسعۃ عشر جزء او ھذا فی ابتداء الصبح الکاذب واما فی ابتداء الصبح الصادق فقد قیل ان انحطاط الشمس حینئذ خمسۃ عشر جزء ا ھ (ص ۱۲۷) وذکر فی رد المحتار ان التفاوت بین الفجرین وکذا بین الشفقین الاحمر والابیض انما ھو بثلث درج اھ۔ (صبح کاذب وصادق: ص/ ۹۹)

حضرت! آپ خود اس عربی عبارت پر غور سے نظر ڈالیں۔ اس میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ مشہور قول کے مطابق ۱۸ درجے پر صبح کاذب ہے۔ اور صبح صادق کے لئے اس عبارت میں ۱۵ درجے ذکر ہے۔ لیکن اس کا اردو ترجمہ جو پروفیسر صاحب نے امداد الاحکام سے نقل کیا ہے۔ امداد الاحکام میں سہو قلم سے یہاں ۱۸ درجے پر صبح کاذب کے بجائے صبح صادق لکھی گئی ہے۔ لیکن پروفیسر صاحب نے اس سہو قلم سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنے موقف کی دلیل قرار دیا۔ آپ عربی عبارت پر غور کریں تو آپ پر یہ بات بھی واضح ہو جائیگی کہ یہاں پروفیسر صاحب کا دعویٰ بھی ثابت نہیں کہ صبح صادق ۱۸ درجے پر ہے اور ساتھ ساتھ یہ بات بھی آپ کو معلوم ہو جائیگی کہ پروفیسر صاحب جان بوجھ کر دھوکہ سے کام لے رہا ہے۔

دھوکہ (۱) درجہ بالا عبارت میں چار جگہ پر خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں۔ پہلی جگہ 18 درجات کا ذکر ہے۔ دوسری جگہ صبح کاذب کا ذکر ہے۔ تیسری جگہ صبح صادق کا ذکر ہے۔ چوتھی

جگہ 15 درجات کا ذکر ہے۔اب پروفیسر صاحب اس عبارت کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ صبح صادق 18 درجے پر ہے۔تو سوال یہ ہے کہ اس عبارت میں تو دوسری جگہ صبح کاذب کا بھی ذکر ہے۔تو وہ کتنے درجے پر ہے؟ اور چوتھی جگہ پر 15 درجات کا بھی ذکر ہے تو یہ 15 درجات کونسی صبح کے لئے ہیں؟ آخر پروفیسر صاحب نے ان دونوں کا ذکر کیوں چھوڑ دیا؟ اس کو کہتے ہیں دھوکہ ۔کیوں کہ اس عبارت میں 18 درجے صبح کاذب کے لئے تھے وہ تو پروفیسر صاحب نے صبح صادق کو دے دیئے، اب صبح کاذب کو 15 درجے دینے پر شرمندہ ہو جاتا ہے لھذا ان دونوں کا ذکر ہی چھوڑ دیا۔

کیا یہ صریح دھوکہ نہیں کہ اہل فن نے صبح صادق اور صبح کاذب دونوں کا ذکر کیا اور ہر ایک کے درجات ذکر کئے اور پروفیسر صاحب نے ایک صبح کے درجات دوسرے کو دیئے اور ایک صبح کا سرے سے ذکر ہی نہیں کیا۔شاید کوئی یہ خیال کرے کہ پروفیسر صاحب نہ عالم ہیں اور نہ عربی دان ہیں، ان کو کیا پتہ ہے کہ یہاں سہو قلم ہوا ہے۔لیکن اس اشکال کا ازالہ یہ ہے کہ پروفیسر صاحب آگے صفحہ 105 پر اسی حوالے سے لکھتے ہیں۔''خیال رہے کہ صبح صادق کے لئے علامہ برجندی نے حاشیہ چغمینی میں پندرہ درجات بلفظ ''قیل'' نقل کیا ہے کہ بعض کا قول ہے جو کہ خود ایک ضعیف دلیل ہے۔'' دیکھیں ! یہاں مان لیا کہ حاشیہ چغمینی میں صبح سادق کے لئے 15 درجے ذکر کئے گئے ہیں۔تو معلوم ہوا کہ پروفیسر صاحب یہ جانتے ہیں کہ اس عبارت میں صبح سادق کے لئے 15 درجے ذکر کئے گئے ہیں، لیکن جان بوجھ کر صفحہ ۹۹ پر یہ دھوکہ دے رہے ہیں صبح صادق کے لئے 18 درجے بتا رہے ہیں۔سوال یہ ہے کہ صفحہ ۹۹ پر پروفیسر صاحب نے صبح صادق کے لئے 18 درجے کیوں ذکر کئے ہیں؟ وہ شرح چغمینی کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ یہاں پروفیسر صاحب مان رہے ہیں کہ صبح صادق کے لئے حاشیہ شرح چغمینی میں 15 درجات ذکر ہیں، تو شرح چغمینی میں پہلے مشہور قول 18 درجے پر کون سی صبح کا ذکر ہے۔؟ کیا وہ صبح کاذب نہیں ہے؟ یہ ساری باتیں پروفیسر صاحب جان بوجھ کر الٹ پلٹ کر رہے ہیں۔یہ ہیں پروفیسر صاحب کے دھوکے

دھوکہ (2) پروفیسر صاحب صفحہ 105 پر لکھتے ہیں۔خیال رہے کہ صبح صادق کے لئے علامہ برجندی نے حاشیہ چغمینی میں پندرہ درجات بلفظ ''قیل'' نقل کیا ہے کہ بعض کا قول ہے جو کہ خود ایک ضعیف دلیل ہے۔اس ہی کا علامہ خلیل کاملی نے ذکر کیا ہے جیسے ردالمختار میں نقل کیا گیا ہے

خط کشیدہ عبارت سے پروفیسر صاحب لوگوں کو یہ دھوکہ دے رہے ہیں کہ علامہ خلیل کاملی بھی صبح صادق کے لئے 15 درجے کا قول ضعیف قرار دے رہے ہیں۔حالانکہ علامہ خلیل صاحب کا ایسا کوئی قول نہیں کہ صبح صادق کو 15 درجے پر قرار دینا ضعیف قول ہے۔ پروفیسر صاحب نے علامہ خلیل کی طرف خالص جھوٹی بات منسوب کی ہے۔ یہ جھوٹ بھی ہے اور دھوکہ بھی ہے

دھوکہ (3) اس کے بعد متصل لکھتے ہیں ''امدادالاحکام میں بھی صفحہ ۳۲۳ پر اس ہی کے حوالے سے بیان موجود ہے'' اس سے بھی لوگوں کو یہ دھوکہ دینا چاہتا ہے کہ امدادالاحکام میں صفحہ ۳۲۳ پر لکھا ہے کہ صبح صادق کو 15 درجے پر قرار دینا ضعیف قول ہے۔حالانکہ امدادالاحکام میں صفحہ ۳۲۳ پر لکھا ہے کہ غروب آفتاب اور غروب شفق ابیض میں اتنا ہی تفاوت ہوتا ہے جتنا کہ صبح کاذب اور طلوع آفتاب میں ہوتا ہے یعنی ۱۸ درجے۔اور جتنا تفاوت صبح کاذب وصادق میں ہوتا ہے اتنا ہی تفاوت شفق احمر وابیض کے غروب میں ہوتا ہے۔یعنی ۳ درجے۔کتابوں میں بھی یہی ملا ۔چنانچہ جزو اول شرح چغمینی میں اور جزو دوم ردالمختار میں مصرح ہے۔

۔درجہ بالا عبارت سے تین باتیں معلوم ہوئیں (۱) طلوع شمس سے صبح کاذب ۱۸ درجے پہلے ہوتی ہے (۲) صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان تین درجے فرق ہے (۳) یہ بات کہ صبح کاذب ۱۸ درجے پر ہے یہ شرح چغمینی میں ہے اور یہ کہ صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان تین درجے فرق ہے یہ بات ردالمختار میں ہے۔

یہ تین باتیں تو عبارت سے صراحت کے ساتھ معلوم ہوئیں۔ایک اور بات اشارہ سے معلوم ہوئی وہ یہ کہ جب صبح کاذب ۱۸ درجے پر ہے اور صبح صادق کا اس کے ساتھ تین درجے فرق ہے تو لامحالہ صبح صادق ۱۵ درجے پر ثابت ہوئی۔ درجہ بالا عبارت سے واضح طور پر یہ معلوم ہوا کہ صبح کاذب ۱۸ درجے پر ہے اور صبح صادق ۱۵ درجے پر ہے۔ لیکن پروفیسر صاحب اس عبارت کو نقل کئے بغیر اس کی طرف مبہم انداز میں اس طریقے سے اشارہ کرتے ہیں کہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہاں بھی صبح صادق کے لئے ۱۵ درجے کا قول ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

دھوکہ (4) ۔درجہ بالا عبارت جو ہے یہ مفتی عبدالکریم گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے جو امدادالاحکام کے صفحہ ۳۲۳ پر ہے اور آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ انہوں نے شرح چغمینی اور ردالمختار کے حوالے سے لکھا کہ صبح کاذب ۱۸ درجے پر ہے اور صبح صادق اس سے تین درجے بعد ہے یعنی ۱۵ درجے پر اور یہی فتویٰ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے اور وہ فتویٰ امدادالاحکام میں صفحہ ۳۰۹ پر ہے اور دونوں حضرات کے فتووں کی بنیاد بھی یہی شرح چغمینی اور ردالمختار کی عبارت ہے۔لیکن ایک فتویٰ صفحہ ۳۰۹ پر ہے جبکہ دوسرا فتویٰ صفحہ ۳۲۳ پر ہے دونوں فتوے ایک دوسرے سے ۱۴ صفحات کے فاصلے پر ہے۔لیکن پروفیسر صاحب اپنی کتاب میں صفحہ ۹۹ پر یہ عنوان لگاتے ہیں۔لکھتے ہیں

"صبح صادق وصبح کاذب کے بارے میں مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا متفقہ فیصلہ" اس عنوان سے پروفیسر صاحب قارئین کو یہ تأثر دیتے ہیں کہ ان دونوں حضرات نے مشترکہ طور پر ایک ہی عبارت میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ صبح صادق ۱۸ درجے پر ہے۔ حالانکہ اس میں ایک جھوٹ یہ ہے کہ دونوں حضرات کی طرف غلط بات منسوب کی گئی ہے۔ ان حضرات کا موقف بالکل یہ نہیں کہ صبح صادق ۱۸ درجے پر ہے۔ دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ قاری یہ سمجھتا ہے کہ ان دونوں حضرات نے اکھٹے بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا ہے حالانکہ ایسا بالکل نہیں ہے

چونکہ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں سہو قلم سے صبح کاذب کے بجائے ۱۸ درجے پر صبح صادق لکھا گیا ہے اور پروفیسر صاحب اس سہو قلم کو اپنی دلیل میں پیش کرنا چاہتے تھے۔ لھذا عبارت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی جو سہو قلم کی وجہ سے پروفیسر صاحب کی دلیل بن سکتی ہے اور مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ کو عنوان میں ویسے شامل کیا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ مفتی عبدالکریم صاحب بھی صبح صادق کو ۱۸ درجے پر قرار دیتے ہیں۔ اور مفتی عبدالکریم صاحب کی عبارت اس لئے نہیں لائی تاکہ پروفیسر صاحب کا دھوکہ مخفی رہے۔ اصل میں دونوں حضرات کا اتفاق اس پر ہے کہ ۱۸ درجے پر صبح کاذب ہے اور شرح چغمینی کی عبارت کا مطلب بھی یہی ہے۔ لیکن پروفیسر صاحب نے دھوکہ سے کام لے کر دونوں حضرات کی طرف غلط بات منسوب کی ہے۔

بندہ نے اس وجہ سے آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کر دی کہ آپ نے ان کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا ہے کیوں کہ اگر آپ نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہوتا تو آپ ان مغالطوں کو پکڑ لیتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کا ایک فتوی آپ کی خدمت میں حاضر ہے جو انہوں نے ۱۴۳۱ھ میں لکھا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ دارالعلوم کراچی میں صبح کی اذان اور نماز ۱۸ درجے کے مطابق ادا کی جاتی ہے۔ لیکن مفتی عبدالرؤف صاحب کی طرف سے آپ کا لکھا ہوا ایک فتوی نظر سے گزرا ہے جو آپ نے ۱۴۲۶ھ میں صادر فرمایا ہے اس میں یہ ہے کہ دارالعلوم کراچی میں صبح کی اذان اور نماز ۱۵ درجے کے مطابق ادا کی جاتی ہے۔ آپ کے فتوے کا نقل درجہ ذیل ہے

"اور جہاں تک احتیاط پر عمل کرنے کی بات ہے تو جامعہ دارالعلوم کراچی میں حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے احتیاط پر عمل ہوتا ہے۔ کہ روزہ ۱۸ درجے کے مطابق بند کیا جاتا ہے اور اذان ۱۵ درجے کے بعد دی جاتی ہے اور دوسروں کو بھی یہی مشورہ دیا جاتا ہے۔ واللہ أعلم بالصواب

سید حسین احمد .... الجواب الصحیح بندہ عبدالرؤف

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴ .... دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

۲۲-۹-۱۴۲۶ھ .... ۲۴-۹-۱۴۲۶ھ"

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

اب ایک ہی دارالعلوم کے صبح کی نماز کے بارے میں اسی دارالعلوم کے دو حضرات کے فتوے آپس میں متضاد ہیں۔ اس کا حل کیا ہے۔؟

امید ہے آپ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اس مسئلہ کے حل کی طرف توجہ فرمائیں گے اور ان تین سوالات کا تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں گے

(۱) پروفیسر عبداللطیف اور شبیر احمد کاکاخیل کی کتابوں کی کن عبارات سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ صبح صادق ۱۸ درجے پر ہے؟

(۲) حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب کے موقف کے ساتھ اکابر حضرات کا یا موجودہ حضرات کا اس مسئلہ میں اختلاف کن دلائل کی بنیاد پر ہے؟

(۳) ذکر شدہ دو فتوؤں میں تعارض کا حل کیا ہے؟

اللہ تعالی آپ کی جملہ دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ والسلام

از بندہ گلاب شاہ خادم مدرسہ تعلیم الاسلام متصل گریجویٹ کالج موضع پڑانگ تحصیل وضلع چارسدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

صبح صادق سے متعلق اتنی بات تو متفق علیہ ہے کہ صبح صادق اس وقت ہوتی ہے جب مشرق کی جانب عرضاً پھیلی ہوئی روشنی نظر آئے۔ جس کی شکل کے بارے میں مشہور مسلمان ہیئت دان ابوریحان البیرونی لکھتے ہیں کہ یہ روشنی نصف دائرے کی شکل میں نظر آتی ہے۔ اور یہ بات قرین قیاس بھی ہے، کیونکہ صبح صادق کی روشنی سورج کی روشنی ہوتی ہے، اور سورج گول ہے، اس سے اٹھنے والی روشنی کی شکل بھی گول ہی ہوگی۔ اور نصف دائرہ میں عرض زیادہ اور طول کم ہوتا ہے، اسلئے یہ کہنا بھی درست ہے کہ یہ پھیلی ہوئی روشنی ہوتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ روشنی کتنے درجے زیر افق پر دکھائی دیتی ہے؟ اٹھارہ درجے زیر افق پر یا پندرہ درجے زیرِ افق پر؟ تو اس سوال کا اجمالی جواب یہ ہے کہ جن لوگوں نے مسلسل مشاہدات کئے ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ روشنی اس وقت نظر آتی ہے جب سورج افق سے اٹھارہ درجے نیچے ہو۔ اس جواب کی تفصیل میں جانے سے قبل جواب کے بنیادی نکات کو اجمالاً ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

(۱)۔۔۔ متقدمین فلکیین کی آراء: متقدمین فلکیین کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ یہ روشنی اٹھارہ درجے زیر افق پر دکھائی دیتی ہے۔ بعض متقدمین انیس درجے زیر افق کے بھی قائل رہے ہیں۔ بعض نے سترہ کا قول بھی اختیار کیا ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ تاہم ہمارے علم کی حد تک تقریباً گیارہ سو ہجری سے پہلے پندرہ درجے کا قول کسی نے اختیار نہیں کیا۔

(۲)۔۔۔ تعامل اور فقہائے کرام کے اقوال: صبح صادق سے متعلق تعامل بھی اٹھارہ درجے کا ہے، چنانچہ برصغیر پاک وہند میں قدیم زمانے سے اٹھارہ درجے کے قول پر عمل رہا ہے۔ عرب ممالک میں بعض جگہ انیس اور بعض ممالک میں اٹھارہ درجے پر عمل ہورہا ہے۔ متعدد عربی اور اردو کتبِ فقہ و فتاویٰ سے (بعض سے صراحۃً اور بعض سے دلالۃً) بھی معلوم ہوتا ہے کہ صبح صادق کا زاویہ زیرِ افق اٹھارہ درجے ہے۔

(۳)۔۔۔ مشاہدات: متعدد علمائے کرام اور ماہرینِ فلکیات کے مشاہدات بھی یہی ہیں کہ صبح صادق اٹھارہ درجے زیرِ افق پر ہوتی ہے۔

(۴)۔۔۔ جدید ماہرینِ فن کی تحقیق: جدید ماہرینِ فن کی تحقیق بھی یہی ہے کہ صبح کے وقت مشرقی جانب جو روشنی پھیلی ہوئی نظر آتی ہے وہ اٹھارہ درجے پر نظر آتی ہے۔

(۵)۔۔۔ پندرہ درجے کے قائلین حضرات کے استدلالات کا جائزہ: دورانِ بحث پندرہ درجے کے قائلین حضرات کے استدلالات کے جوابات دینے کے ساتھ ساتھ آخر میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ان استدلالات کا جواب اختصار کے ساتھ دیا جائے گا۔

ذیل میں بالترتیب مذکورہ بالا عناوین کی تفصیل لکھی جاتی ہے:

(۱)۔۔۔متقدمین فلکیین کی آراء:

متقدمین ہیئت دانوں (فلکیین) کی بھاری اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ صبح صادق اٹھارہ درجے پر ہوتی ہے۔ ذیل میں ہم ان میں سے بعض حضرات کی عبارات نقل کرتے ہیں۔

(الف)۔۔۔ معروف ہیئت دان علامہ ابوریحان البیرونی رحمہ اللہ تعالیٰ "القانون المسعودی" میں لکھتے ہیں:

الفجروهو ثلاثةانواع: أولها: مستدق مستطيل منتصب يعرف بالصبح الكاذب ويلقب بذنب السرحان، ولا يتعلق به شيء من الأحكام الشرعية، ولا من العادات الرسمية. والنوع الثاني: منبسط في عرض الأفق مستدير كنصف دائرة يضيئ به العالم فينتشر له الحيوانات والناس للعادات وتنعقد به شروط العبادات. والنوع الثالث: حمرة تتبعها وتسبق الشمس وهو كالأول في باب الشرع. وعلى مثله حال الشفق؛ فإن سببهما واحد وكونهما واحد ، وهو أيضاً ثلاثة أنواع مخالفة الترتيب لما ذكرنا، وذلك أن الحمرة بعد غروب الشمس أول أنواعه، والبياض المنتشر ثانيها، واختلاف الأئمة في اسم الشفق على أيهما يقع أوجب أن يتنبه لهما معا، والثالث المستطيل المنتصب الموازي لذنب السرحان. وإنما لايتنبه الناس له؛ لأن وقته عند اختتام الأعمال واشتغالهم بالاكتنان، وأما وقت الصبح فالعادة فيه جارية باستكمال الراحة والتهييئ للتصرف، فهم فيه منتظرون طليعة النهار لياخذوا في الانتشار، فلذلك ظهرلهم هذا وخفي ذلك. وبحسب الحاجة إلى الفجر والشفق رصد أصحاب هذه الصناعة أمره فحصلوا من قوانين وقته ان انحطاط الشمس تحت الأفق متى كان ثمانية عشر جزأً كان ذلك الوقت وقت طلوع الفجر في المشرق ووقت مغيب الشفق في المغرب، ولما لم يكن شيئاً معيناً بل بالأول مختلطاً اختلف في هذاالقانون فرآه بعضهم سبع عشر جزأً. (القانون المسعودي جلد:۲ اول المقالة الثامنة الباب الثالث عشر في أوقات طلوع الفجرومغيب الشفق)

اس عبارت میں علامہ ابوریحان البیرونی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اجمالاً فجر کی تین اقسام ذکر کرکے بتایا کہ: پہلی قسم اور تیسری قسم سے کوئی شرعی حکم وابستہ نہیں، صرف دوسری قسم (یعنی صبح صادق) سے احکام

شرعیہ وابستہ ہیں، اور فجر ثانی (یعنی صبح صادق) کی روشنی کی شکل لکھی ہے کہ وہ نصف دائرے کی شکل میں ہوتی ہے۔ پھر شفق کی تین صورتیں لکھیں ہیں، اوراس کے بعد طلوعِ فجر (یعنی صبح صادق) اور غیبوبۃِ شفق (یعنی شفق ابیض) کا تحت الاُفق زاویہ لکھا ہے کہ اٹھارہ درجے ہے۔
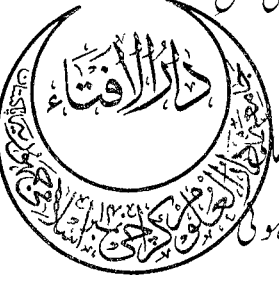
چونکہ فجر اول اور فجر ثالث کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس لئے ان کی تفصیل ذکر نہیں فرمائی فجر ثانی کے بارے میں فرمایا کہ یہ اٹھارہ درجے پر ہوتی ہے، اور یہ چونکہ فجر اول (یعنی صبح کاذب) سے ملی ہوئی ہوتی ہے اس لیے اس کے زاویہ تحت الاُفق کے بارے میں بعض حضرات نے سترہ درجے کا قول اختیار کیاہے۔ علامہ البیرونی رحمہ اللہ تعالی کی اس عبارت سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ صبح صادق کا زاویہ اٹھارہ درجے زیرِ افق ہے۔

علامہ البیرونی کی مذکورہ عبارت سے پندرہ درجے کے قائلین حضرات کا استدلال اور اس کے جوابات:

بعض لوگ اس عبارت میں اٹھارہ درجے والی بات کو صبح کاذب پر محمول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے صبح کاذب کا زاویہ تحت الاُفق مراد ہے، لیکن یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ مذکورہ عبارت میں کئی ایسے قرائن موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت میں اٹھارہ درجے والی بات کو صبح کاذب پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً:

- پہلا قرینہ تو یہ ہے کہ: علامہ البیرونیؒ خود فرماتے ہیں کہ فجر اول سے شرعی احکام وابستہ نہیں، فجر دوم سے شرعی احکام وابستہ ہیں۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ جس قسم سے شرعی احکام وابستہ ہوں اس کی تفصیل تو ذکر نہ کریں اور جس سے کوئی شرعی حکم وابستہ نہ ہو اس کی تفصیل ذکر کریں؟ اگر ایسا ہوتا تو پھر فجر ثالث کا زاویہ بھی ذکر کرتے۔ بالفاظِ دیگر اس بات کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر اس عبارت میں اٹھارہ درجے کو صبح کاذب کا زاویہ قرار دیا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ صرف فجر اول یعنی صبح کاذب کا زاویہ ذکر کرنے کی وجۂ ترجیح کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ ایسی کوئی وجۂ ترجیح نہیں ہے جس کی وجہ سے فجر اول یعنی صبح کاذب کا زاویہ تو ذکر کیا جائے لیکن فجر دوم اور فجر سوم کا زاویہ ذکر نہ کیا جائے۔ جبکہ اس اٹھارہ درجے کو فجر دوم یعنی صبح صادق کا زاویہ قرار دینے کی واضح وجۂ ترجیح موجود ہے، یعنی احکامِ شرعیہ (صوم وصلاۃ) کا اس (فجر دوم یعنی صبح صادق) سے متعلق ہونا۔ چنانچہ البیرونی رحمہ اللہ تعالی کی دوسری کتاب "استیعاب الوجوه الممكنة في صنعة الأصطرلاب" کی آگے آنے والی عبارت کا سیاق وسباق بھی اس بات کو متعین کردیتا ہے کہ مذکورہ عبارت میں اٹھارہ درجے کا ذکر صبح صادق کا زاویہ زیرِ افق بیان کرنے کے لیے کیا گیا ہے، نہ کہ صبح کاذب کے لیے۔

(ملاحظہ فرمائیں صفحہ نمبر: ۵ اور ۶)

(اور یہ تاویل کرنا کہ فجر کاذب کا ذکر احتیاطاً کیا گیا ہے، دعوی ناشی من غیر دلیل ہے، اس لیے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ نیز یہ دعوی خود پندرہ درجے کے قائلین کے اقوال وعبارات سے بھی متصادم ہے، جیسا کہ صفحہ نمبر: ۱۱ تا ۱۴ پر اس کی تفصیل آرہی ہے)۔

- دوسرا قرینہ یہ ہے کہ: علامہ البیرونی رحمہ اللہ تعالی اٹھارہ درجے والی بات ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ فجر کی یہ دوسری قسم چونکہ فجر اول سے ملی ہوئی ہوتی ہے اس لئے بعض لوگوں نے اس کے زاویہ زیر افق کے بارے میں سترہ درجے کا قول بھی اختیار کیا ہے۔ بالفرض اگر اس عبارت میں اٹھارہ درجے کو فجر کاذب کا زاویہ قرار دیا جائے تو اس کے بعد والی عبارت "ولما لم يكن شيئاً معيناً بل بالأول مختلطاً اختلف في هذا القانون فرآه بعضهم سبع عشر جزأً"، میں "بالأول مختلطاً" کا کیا مطلب ہو گا؟ فجر کاذب تو خود پہلی فجر ہوتی ہے تو وہ اول سے کیسے مختلط ہو گی؟ اور وہ اول کیا ہو گا؟ اس لئے اس عبارت میں یقینی طور پر فجر دوم (یعنی صبح صادق) کا زیر افق زاویہ بتایا گیا ہے؛ کیونکہ فجر دوم (یعنی صبح صادق) ہی فجر اول (یعنی صبح کاذب) سے ملی ہوئی ہوتی ہے جس کی وجہ سے بعض نے اس کے زاویہ کے بارے میں سترہ درجے کا قول اختیار کیا۔
- تیسرا قرینہ یہ ہے کہ: اس عبارت میں ابتداء فجر اور غروب شفق کا درجہ ایک بتایا گیا ہے۔

"إن انحطاط الشمس تحت الأفق متى كان ثمانية عشر جزأً كان ذلك الوقت وقت طلوع الفجر في المشرق ووقت مغيب الشفق في المغرب."

اور شفق کی دو ہی قسمیں معروف ہیں، ایک شفق احمر اور ایک شفق ابیض۔ لہذا اس عبارت میں شفق سے مراد ان دو میں سے کوئی ایک ہو گی، شفق احمر تو مراد نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہ ابیض سے پہلے غائب ہو جاتی ہے، اور بالاتفاق اٹھارہ درجے سے پہلے غائب ہوتی ہے، لہذا شفق ابیض مراد لینا ہی متعین ہو گیا۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ غروب شفق ابیض اور صبح صادق کا درجہ ایک ہی ہے، جبکہ اس عبارت میں شفق (ابیض) کے غروب کا درجہ اٹھارہ بیان کیا گیا ہے تو لامحالہ صبح صادق کا درجہ بھی اٹھارہ ہی ہو گا۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ: اگر یہ کہا جائے کہ اس عبارت میں شفق سے مراد شفق ابیض کے بعد عمودی روشنی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ: **اولاً** تو یہ خلافِ متبادر ہے، کیونکہ شفق جب مطلق بولا جائے تو ان دو (شفقِ احمر اور شفقِ ابیض) میں سے کوئی ایک مراد ہوتی ہے۔ **دوم** یہ کہ عمودی روشنی کے غروب کا درجہ بتلانے

میں کون سا فائدہ ہے؟ اور اس سے کون سا شرعی حکم وابستہ ہے کہ اس کے زاویہ کو تو اہتمام سے بیان کیا جائے اور شفق ابیض جس سے احکام شرعیہ وابستہ ہیں اس کا ذکر چھوڑ دیا جائے؟ اس شبہ کے ازالے کی مزید تفصیل صفحہ نمبر:۱۲اور۱۳پر آرہی ہیں۔

(ب) ---- علامہ ابوریحان البیرونی رحمہ اللہ تعالی اپنی دوسری کتاب "استیعاب الوجوہ الممکنة فی صنعة الأصطرلاب" میں فجر کیلئے اصطرلاب میں نشان لگانے سے متعلق لکھتے ہیں:

"عمل قوسی طلوع الفجر ومغیب الشفق فی الصفائح:

وقد یعمل فی الأصطرلاب قوساً لمعرفة طلوع الفجر ومغیب الشفق، وهما من مقنطرة واحدة (تعمل) علي حسب ماتقدم ذکره. وعندأهل هذه الصناعة أن طلوع هذا الضیاء ومغیبه یتفق بکون الشمس منحطةً عن الأفق تحت الأرض سبعة عشر جزءاً علي دائرة الارتفاع. وعند بعضهم ثمانیة عشر جزءاً. وهذا المقدار مأخوذ من التجربة المتواترة والامتحان المترادف، وماکان وجوده بذلك فلن یخلو عن التفاوت والاختلاف فیه، فبأیهما عملنا فإنا نستخرج في الصفیحة مقنطرة الانحطاط المساوي لذلك العدد، ونخطها مؤثرة فیما بین مداري المنقلبین. فأما مایقع منها داخل دائرة السرطان فلانؤثره ولانعتد به. ثم نکتب عند القطعة المشرقیة منها طلوع الفجر، وعند المغربیة مغیب الشفق؛ لئلا یختلط بخطوط الساعات." (**استیعاب الوجوه الممکنة في صنعة الأصطرلاب لأبي ریحان البیروني، رقم الصفحة:۱۰۶**)

اس عبارت میں علامہ البیرونی رحمہ اللہ نے فجر کی تین قسمیں بیان ہی نہیں کیں، تاکہ یہ شبہہ کیا جاسکے کہ اٹھارہ درجے والی عبارت فجر کاذب سے متعلق ہے، بلکہ مطلق فجر کا ذکر کیا ہے جس سے متبادر فجر صادق ہی ہے؛ کیونکہ فجر صادق ہی سے احکام متعلق ہوتے ہیں اور اسی کے معلوم کرنے کی مسلمانوں کو ضرورت ہوتی ہے، فجر کاذب سے کوئی حکم شرعی متعلق نہیں، اس کے معلوم کرنے کیلئے اصطرلاب پر نشان لگانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اگر بالفرض اس عبارت میں فجر سے فجر کاذب مراد لی جائے تو فجر صادق کا ذکر متروک ہو جائیگا۔ اور ایک مسلمان ہیئت دان سے یہ انتہائی بعید ہے کہ فجر کاذب جیسی غیر ضروری چیز ذکر کرکے فجر صادق جیسی ضروری چیز چھوڑ دیں۔ نیز یہ بات اس عبارت کے سیاق وسباق کے بھی منافی ہے؛ کیونکہ مذکورہ بالا عبارت کے بعد علامہ البیرونی رحمہ اللہ تعالی امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالی کے مذہب کے مطابق عصر کے وقت کی تخریج کا طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عمل أول وقت العصر وآخره فی الصفائح:
وقد يعمل أيضاً فی الصحيفة خط وقت العصر علی مذهب (إمامی الفقه) الشافعی وأبی حنيفة. وذلك أن وقت صلاة العصر عند أبی حنيفة حين يزيد ظل العود المنصوب عموداً علی سطح مواز للأفق"..................الخ

اس عبارت کے بعد اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ علامہ البیرونی رحمہ اللہ تعالی نے جو فجر کو مطلق ذکر کے اس کا زاویہ اٹھارہ درجے بیان فرمایا ہے، اس سے صبح صادق ہی مراد ہے؛ کیونکہ البیرونی کی تحریر کے صنیع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نمازوں کے اوقات بیان کر رہے ہیں۔

(ج) ـــ شارحِ چغمینی موسیٰ قاضی زادہ رحمہ اللہ (۸۹۹ھ) شرحِ چغمینی میں لکھتے ہیں:

"وقد عرف بالتجربة أن أول الصبح وآخر الشفق إنما يكون إذا كان انحطاط الشمس ثمانية عشر جزأً."

اس عبارت میں شارح چغمینی نے یہ بات بتائی کہ صبح کی ابتداء اور شفق کی انتہاء اس وقت ہوتی ہے جب سورج اٹھارہ درجے زیرِ افق ہو۔ یہاں پر اول الصبح سے صبح صادق کی ابتداء مراد ہے۔ اس لیے شرح چغمینی کی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ صبح صادق اٹھارہ درجے زیرِ افق پر ہوتی ہے۔

یہاں پر اس بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اس عبارت میں اگرچہ "صبح" کا لفظ مطلق ہے، اور اس کے ساتھ "صادق" کی قید نہیں ہے، تاہم اسی عبارت کا اگلا لفظ یعنی "آخر الشفق" اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ یہاں پر صبح سے صبح صادق مراد ہے؛ کیونکہ اگر "اول الصبح" سے صبح کاذب کی ابتداء مراد لی جائے تو اس کا تقابل آخر الشفق کے ساتھ درست نہیں ہوگا؛ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس صورت میں عبارت کا مطلب یہ بن جائے گا کہ صبح کاذب کی ابتداء اور شفق ابیض کی انتہاء اٹھارہ درجے پر ہوتی ہے، اس طرح صبح کاذب کی ابتداء سے طلوع آفتاب تک اور غروب آفتاب سے اختتام شفق ابیض تک کا فاصلہ برابر ہو جائے گا۔ حالانکہ یہ مطلب قطعی غلط ہے۔ پندرہ درجے کے قائلین بھی اس کے قائل نہیں ہیں۔ وہ بھی یہ مانتے ہیں کہ ابتدائے فجر صادق اور انتہائے شفق ابیض کا درجہ ایک ہے، نہ کہ ابتدائے فجر کاذب اور انتہائے شفق ابیض کا۔ اسی طرح پندرہ درجے کے قائلین بھی یہ مانتے ہیں کہ ابتدائے فجر صادق سے طلوعِ آفتاب تک کا فاصلہ اور غروبِ آفتاب سے انتہائے شفقِ ابیض تک کا فاصلہ برابر ہے، نہ کہ ابتدائے فجر کاذب سے طلوعِ آفتاب تک اور غروبِ آفتاب سے انتہائے شفقِ ابیض کا فاصلہ۔ (کمافی أحسن الفتاوی: ۲/۱۷۵)
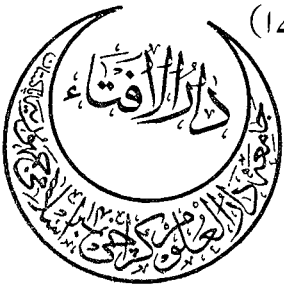
لہٰذا مذکورہ عبارت میں جب "صبح" سے صبح کاذب مراد نہیں لی جاسکتی تو صبح صادق کا مراد ہونا متعین ہوگیا۔ وھو المطلوب۔ (اس عبارت سے متعلق مزید تفصیل آگے صفحہ نمبر:۲۳تا۲۴ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

(د)۔۔۔ علامہ ابوریحان البیرونیؒ کے علاوہ دیگر متقدمین فلکیین کی بہت سی عبارات مراکش کے ایک عالم شیخ محمد بن عبدالوہاب بن عبدالرزاق المراکشی نے اپنے ایک رسالہ "إیضاح القول الحق في مقدار انحطاط الشمس وقت طلوع الفجر وغروب الشفق" میں ذکر کئے ہیں۔ذیل میں اسی رسالہ کے حوالہ سے ہم چند اقوال نقل کرتے ہیں:

(١) قال الفلكي **البتاني** (المتوفي ٣١٧) في الثاني عشر من زيج البتاني في صناعة عمر الأسطرلاب: واذا أردت وضع مقنطرات طلوع الفجر ومغيب الشفق فتضع رأس الجدي علي ثمانية عشر في المقنطرات وتعلم في النظير مقدار رأس السرطان علامة ثم تضع رأس الحمل علي تلك المقنطرة وتعلم في النظير ثم تضع رأس السرطان عليها، وتعلم علي النظير ثم تطلب مركزاً يجمع لك بين الثلاث علامات وتخط عليهن خطاً ثم تصنع من الجهة الأخري ماصنعت في نظيريهما فتكون التي في المشرق مقنطرة طلوع الفجر والتي في المغرب مقنطرة مغيب الشفق.
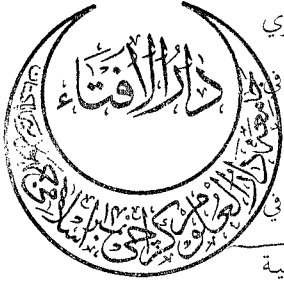
(٢) قال الفلكي **أبوالحسن الصوفي** (المتوفي ٣٧٦هـ): فان لم يكن في الاصطرلاب هاتان القوسان مخطوطين فضع نظير جزئ الشمس علي ثمانية عشر جزءً من أجزاء الارتفاع في ناحية المغرب إذا أردت طلوع الفجر أوفي ناحية المغرب إن أردت مغيب الشفق.

(٣) قال **الفلكی ابن الزرقالة** (٤٩٣هـ)في الباب التاسع والأربعين في معرفة الشفق وطلوع الفجر في إحدي رسائله: "تنظر الي الشمس فإن كانت شمالية الميل فضع طرف العضادة عليٰ مثل ارتفاع الحمل في بلدك في ربع الارتفاع ، ثم أبعد المعترضة عن مركز الصفيحة الي ناحية العلامة ثمان عشرة فما بقي فهو قدر ما يدور الفلك من لدن غروب الشمس الي مغيب الشفق ، وكذلك من طلوع الفجر إلي طلوع الشمس.

(٤) قال **الفلكي أبوعلي الحسن بن عيسي بن المجاصي** في رسالته "تذكرة أولي الألباب في عمل صنعة الأصطرلاب: فصل في تخطيط أوقات الصلاة: أما الفجر والشفق فإن خطيهما هو مقنطرة ثمانية عشر في كل عرض وفي كل زمان.....................الخ

(٥) قال **الفلكي الكبير نصيرالدين الطوسي** (٦٧٢هـ): وقد علم بالرصد أول الفجر وآخر الشفق يكون وقت انحطاط الشمس عن الأفق ثمان عشرة درجةً من دائرة ارتفاعها.

(٦) قال **أبوالحسن علي بن جعفربن أحمد بن يوسف بن باص الأسلمي** (٦٩٣هـ): الباب التاسع في معرفة ارتفاع الكوكب لطلوع الفجر ومغيب الشفق: علم علي مدار١٨ من جهة المشرق للشفق ومن جهة المغرب للفجر.........................الخ

(٧) قال **أبوزيدعبدالرحمن بن عمر السوسي البوعقيلى الشهيربابن المفتي** (١٠٠٣هـ) في باب ساعات مغيب الشفق وطلوع الفجر ومافي مدتيهمامن أدراج: اعلم أن مغيب الشفق كطلوع الفجر وذلك عند ما يكون انخفاض الشمس تحت الأفق ثماني عشرة درجةً.

(٨) قال **أبواسحق إبراهيم بن يحيي التجيبي** (٤٩٣هـ): ثم أبعد المعترضة عن مركز الصحيفة إلي ناحية العلامة ثمانى عشرة درجةً .(العمل بالصفيحة الزيجية ، الباب التاسع والأربعون في معرفة الشفق وطلوع الفجر)

(٩) قال **المحقق الطوسي** (٦٧٢هـ): واذا ازداد ميل المخروط جداً بحيث يمكن إبصار الأنوار الخارجة عند استنار الأفق وانبسطت الأضواء فيه، وقيل لذلك "الصبح الثاني والصادق" أيضاً، وإذا قربت الشمس جداً من الأفق وتراكمت الأشعة هناك ظهرت الحمرة، وحال الشفق بعكس حال الصبح فإن الحمرة تظهر أولاً ثم النور المنبسط ثم البياض المستطيل كمثل ماتقدم . وقد علم بالرصد أول الفجر وآخرالشفق يكون وقت انحطاط الشمس عن الأفق ثمان عشرة درجةً من دائرة ارتفاعها.

(١٠) قال **ابن الشاطر الفلكي الكبير** والموقت بالجامع الأموي (٧٧٧هـ) في زيجه الكبير الباب الثامن والثلاثون في معرفة طلوع الفجر ومغيب الشفق: اعرف الدائر لنظير جزء الشمس علي أن الارتفاع يط (أي ١٩) درجة في الفجر وفي الشفق يز (أي ١٧)فماكان فهو الحصة لكل واحدمنهما، هذا هو الذي وقع عليه القياس وعند أبي علي المراكشي ك (أي ٢٠) و يو (أي ١٦) وعند غالب الأقدمين يح (أي ١٨) والأول أصح منهما.

(١١) قال **أبوعبدالله محمد المعطي مرين الرباطي** في إرشاد الحائر: "وما اعتمدنا عليه في انحطاط يز(١٧) للشفق وانحطاط يط (١٩) للفجر هو

المعول عليه والمعمول به فهو مذهب فضلاء الشام والمصريين وأهل تونس من قديم حتي الآن وهو الصحيح."

(١٢) قال **أبو عبد الله محمد بن إبراهيم الاوسي السبتي الاشبيلي المعروف بابن الرقام** (٦٨٥هـ)في زيجه المستوفي في الباب الخامس والخمسين في معرفة ساعات طلوع الفجر ومغيب الشفق : "خذ بينهم نصف قوس نظير درجة الشمس الطبيعية واضربه في جيب تسع عشرة درجةً أبداً."

شیخ محمد بن عبد الوہاب بن عبد الرزاق المراکشی اپنے رسالہ "ایضاح القول الحق" میں اٹھارہ، انیس اور بیس درجات سے متعلق فلکیین کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"هذا وقد اتضح مما ذكرناه من كلام هؤلاء العلماء الفلكيين المقتدي بهم سلفاً وخلفاً أمور: منها: أن الخلاف الواقع بينهم في قدرانحطاط الشمس تحت الأفق وقت ابتداء طلوع الفجر هوما بين ١٨ درجةً و٢٠درجةً .فمن قال بأن طلوع الفجر إنما يكون وقت انحطاط الشمس تحت الأفق ١٦ درجةً و٣٠ دقيقةً فقد خالف إجماع الفلكيين والمسلمين والأوربيين كماخالف إجماع العلماء الشرعيين القائلين أن المعتبرفي حلية الصلاة وحرمة الأكل في رمضان هو ابتداء طلوع الفجر، لاعموم انتشارالضياء."

ذیل میں ان اقوال کا خلاصہ ایک جدول کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے:

فلکی کا نام	فجر کیلئے بیان کردہ درجہ
البتانی (المتوفی ۳۱۷ھ)	۱۸
ابوالحسن الصوفی (۳۷۶ھ)	۱۸
البیرونی (۴۴۰ھ)	۱۸
ابن الزرقالہ (۴۹۳ھ)	۱۸
نصیر الدین الطوسی (۶۷۲ھ)	۱۸
ابوالحسن علی بن جعفر بن باص الاسلمی (۶۹۳ھ)	۱۸
قاضی زادہ (۸۹۹ھ)	۱۸
ابو اسحق ابراھیم بن یحی التجیبی (۴۹۳ھ)	۱۸
ابو علی الحسن بن عیسی بن الجاصی	۱۸

ابوزید عبدالرحمن البوعقیلی الشہیر بابن المفتی	۱۸
المحقق الطوسی (۶۷۲ھ)	۱۸
ابن الشاطر (۷۷۷ھ)	۱۹
ابوعبداللہ محمد الاشبیلی المعروف بابن الرقام (۶۸۵ھ)	۱۹

متقدمین فلکیین کے ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ بھاری اکثریت اٹھارہ درجے کی قائل ہے، جبکہ بعض انیس درجے کے بھی قائل ہیں۔ لیکن پندرہ درجے کا قول کسی کا نہیں ہے۔

ایک وضاحت: مذکورہ بالا عبارات میں اگرچہ فجر اور شفق کو مطلق ذکر کیا گیا ہے، اور ان کے ساتھ صادق اور ابیض کی قید نہیں ہے، لیکن مراد اس سے فجر صادق اور شفق ابیض ہی ہیں، جس کی وجوہات اور تفصیل صفحہ نمبر:۱۱ تا ۱۴ پر آرہی ہیں۔

(۲)۔۔۔تعامل اور فقہائے کرام کے حوالہ جات:

• علامہ شامی کا حوالہ:

(الف)۔۔۔علامہ شامی رحمہ اللہ مسافت قصر کے بیان میں فجر سے نصف النہار تک کا وقفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ثم إن من الفجر إلى الزوال في أقصر أيام السنة في مصر وما ساواها في العرض سبع ساعات إلا ربعاً فمجموع الثلاثة أيام عشرون ساعة وربع، ويختلف بحسب اختلاف البلدان في العرض ح. قلت: ومجموع الثلاثة أيام في دمشق عشرون ساعة إلا ثلث ساعة تقريباً؛ لأن من الفجر إلى الزوال في أقصر الأيام عندنا ست ساعات وثلثي ساعة إلا درجةً ونصفاً، وإن اعتبرت ذلك بالأيام المعتدلة كان مجموع الثلاثة أيام اثنين وعشرين ساعة ونصف ساعة تقريباً؛ لأن من الفجر إلى الزوال سبع ساعات ونصفاً تقريباً." (شامی ج۲ ص ۱۲۳)

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ صبح صادق سے زوال تک سال کے سب سے چھوٹے دن میں مصر میں پونے سات گھنٹے بنتے ہیں۔ جبکہ دمشق میں فجر سے لیکر زوال تک چھ گھنٹے اور چونتیس منٹ بنتے ہیں۔ اگر ایام معتدلہ کو لیا جائے تو تقریباً ساڑھے سات گھنٹے بنتے ہیں۔ اس میں علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مصر کے کسی شہر کا نام نہیں

لکھا جبکہ مصر کا کم سے کم عرض البلد بائیس درجے اور زیادہ سے زیادہ عرض البلد اکتیس درجے اور چھتیس دقیقہ ہے۔ اگر کم سے کم عرض البلد (۲۲) کو لیا جائے تو بائیس دسمبر کو وقت زوال ۱۱:۵۴ ہے اور اٹھارہ درجے کے اعتبار سے فجر کا وقت ۵:۱۰ ہے، اس طرح فجر سے زوال تک کا وقفہ چھ گھنٹے اور ۴۳ منٹ بن جاتا ہے، جو کہ تقریباً پونے سات گھنٹے ہی بنتے ہیں۔ جبکہ پندرہ درجے کے اعتبار سے یہ وقفہ ساڑھے چھ گھنٹے کا بنتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علامہ شامیؒ کی اس عبارت سے اٹھارہ درجے والے قول کی تائید ہوتی ہے۔

اسی طرح دمشق میں علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی نے ایام معتدلہ میں ساڑھے سات گھنٹے کا وقفہ ذکر کیا ہے، اور یہ اٹھارہ درجے کے مطابق ہی درست ہو سکتا ہے، کیونکہ اکیس مارچ کو دمشق میں وقت زوال ۱۱:۴۳ ہے، اور اٹھارہ درجے کے مطابق وقت فجر ۴:۱۳ ہے، درمیانی وقفہ سات گھنٹے اور انیتس منٹ کا بنتا ہے، یعنی تقریباً ساڑھے سات گھنٹے۔ جبکہ پندرہ درجے کے مطابق طلوعِ فجر ۴:۲۸ پر ہے۔ درمیانی وقفہ سوا سات گھنٹے کا بنتا ہے۔ اس سے بھی اٹھارہ درجے والے قول کی تائید ہوتی ہے۔

(ب)۔۔۔ اسی طرح علامہ شامیؒ نصف النہار تک روزے کی نیت کرنے پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

[تنبيه] قد علمت أن النهار الشرعي من طلوع الفجر إلى الغروب، واعلم أن كل قطر نصف نهاره قبل زواله بنصف حصة فجره فمتى كان الباقي للزوال أكثر من هذا النصف صح وإلا فلا، فتصح النية في مصر والشام قبل الزوال بخمس عشرة درجةً لوجود النية في أكثر النهار؛ لأن نصف حصة الفجر لا تزيد على ثلاث عشرة درجة في مصر وأربع عشرة ونصف في الشام فإذا كان الباقي إلى الزوال أكثر من نصف هذه الحصة ولو بنصف درجة صح الصوم، كذا حرره شيخ مشايخنا السائحاني – رحمه الله تعالى –.(الشامية:۲/۳۷۷)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالی یہ عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”بظاہر اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر میں صبح صادق کا زیادہ سے زیادہ وقت ایک گھنٹہ ۴۴ منٹ اور شام میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۵۶ منٹ ہے، حالانکہ یہ حساب ۱۵ درجہ زیرافق کی بجائے ۱۸ درجہ زیرافق پر منطبق ہوتا ہے۔“(احسن الفتاوی ج ۲ ص ۱۸۵)۔ پھر اس کے جواب میں فرمایا کہ:

”اس اشکال کا جواب بھی مندرجہ بالا تفصیل سے حاصل ہو جاتا ہے کہ یعنی ماہرین فلکیات کا دستور یہ رہا ہے کہ وہ صبح کاذب کو مطلق صبح سے تعبیر کرتے ہیں اس سے

بعض حضرات کو اشتباہ ہو گیا اور وہ اسے صبح صادق سمجھنے لگے، نیز انتہاء سحر کے باب میں احتیاط کے پیش نظر عمداً بھی صبح کاذب کے اوقات لکھنے کا دستور رہا ہے"۔

لیکن کئی وجوہ کی بنا پر حضرتؒ کی اس تاویل سے اتفاق مشکل ہے۔ یہ بات کہ:

"ماہرینِ فلکیات کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ صبح کاذب کو مطلق صبح سے تعبیر کرتے ہیں"

اول تو اس پر کوئی حوالہ پیش نہیں کیا گیا، اور نہ ہی ہمیں ایسا کوئی حوالہ تلاش بسیار کے بعد مل سکا، بلکہ اس کے بر خلاف ماہرین فلکیات کا مطلق فجر کہہ کر فجر صادق مراد لینے پر واضح عبارات موجود ہیں، چند ایک ملاحظہ ہوں:

(۱) محمد بن محمد بن احمد سبط المارديني الشافعي رحمہ اللہ (المتوفی ۹۰۷ھ) فرماتے ہیں:

الباب الثاني عشرفي معرفة وقت المغرب ووقت الصبح ومقدارحصتي الشفق والفجر: أما المغرب فيدخل وقتها بغروب الشمس من الأفق المرئي بالإجماع، وأما العشاء فيدخل بغيبوبة الشفق الأحمر، وما بينهما هو حصة الشفق، وأما الصبح فيدخل وقته بطلوع الفجر الصادق وهو البياض المعترض في المشرق..............الخ (إظهار السرالمودوع في العمل بالربع المقطوع)

(بحوالہ "صبح صادق اور صبح کاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق"، ص:۱۲۵، ۱۲۴)

(۲) یحیٰ بن محمد الحطاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فصل معرفة حصة الفجر: وهي المدة التي من طلوع الفجر الصادق إلي طلوع الشمس.....الخ (وسيلة الطلاب لمعرفة أعمال الليل والنهار ب طريق الحساب). (بحوالہ "صبح صادق اور صبح کاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق"، ص:۱۲۷)

(۳) احمد بن محمد المقری التلمسانی (المتوفی ۱۰۴۱ھ) فرماتے ہیں:

سمعت ابن النجار يقول: مر عمل الموقتين على تساوى فضلتي ما بين المغرب والعشاء، والفجر والشمس، فيؤذنون بالعشاء لذهاب ثماني عشرة درجةً وبالفجر لبقائها. والجارى على مذهب مالك أن الشفق الحمرة، وأن تكون فضلة ما بين العشائين أقصر؛ لأن الحمرة ثانية الغوارب والطوالع، فتزيد فضلة الفجر بمقدار ما بين ابتداء طلوع الحمرة والشمس، فعرضت كلامه هذا على المزوار أبى زيد عبد الرحمن بن سليمان اللجائى، فصوبه. (نفح الطيب من غصن الأندلس الرطيب:۲۳۷/۵، طبعة دار صادر، بيروت)

پہلی دو عبارات میں فجر کو مطلق ذکر کر کے آگے صراحۃً اس سے صادق مراد ہونا لکھا ہے، جبکہ تیسری عبارت میں فجر اور عشاء کے لیے ۱۸ درجے پر اذان دینے کی صراحت کی گئی ہے، اور لکھا ہے کہ موقتین اسی کے مطابق عمل کرتے رہے ہیں۔

دوم یہ کہ شرعی مسائل میں فنِ فلکیات سے معاونت حاصل کرنے کا مقصد سہولت پیدا کرنا ہے، نہ کہ دھوکہ میں پڑنا۔ حسابات کے ذریعہ یہ سہولت حاصل ہو جاتی ہے کہ اوقات نماز کیلئے مشاہدے کی ضرورت نہیں پڑتی، نقشہ دیکھ کر نماز، افطار اور انتہاء سحر کے اوقات معلوم کر لئے جاتے ہیں، اگر نقشہ میں ہی صبح صادق کی جگہ صبح کاذب کا وقت لکھ دیا جائے تو یہ سہولت کے بجائے دھوکہ ہو گا، کہ لوگ اس وقت میں کھانے سے رک جائیں گے جبکہ شریعت نے ان کو کھانے کی اجازت دی ہے، اور حدیث شریف میں ہے کہ صبح کاذب تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے اور کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ پھیلی ہوئی روشنی نہ دیکھ لو، جبکہ یہاں اس حدیث کے برخلاف لوگوں کو دھوکہ میں رکھ کر کھانے پینے سے روکا جارہا ہے!!!

نیز اس صورت میں لوگ نماز فجر پڑھیں گے، تو ان کی نماز قبل از وقت واقع ہو گی۔ اس کا سبب ماہرین فلکیات بنیں گے۔ اور اسی سبب سے حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ نے نقشوں میں صبح کاذب کے اوقات لکھنے سے منع فرمایا تھا کہ اس سے لوگ قبل از وقت نماز پڑھیں گے۔ تو جس کام کو آج ممنوع کہا جارہا ہے اس کی نسبت ان ماہرین کی طرف کیسے درست ہو سکتی ہے؟

سوم یہ کہ اگر بالفرض ماہرین فلکیات نے فجر کاذب کو مطلق فجر سے تعبیر کیا تھا، تو کیا علامہ شامی رحمہ اللہ جیسے محقق عالم بھی یہ نہ سمجھ سکے اور انہوں نے اس کو نہار شرعی کی ابتداء سمجھ کر اس پر احکامِ شرعیہ مرتب فرمائیں؟ اور علامہ شامیؒ کے بعد بھی کسی محقق نے اس پر اشکال نہیں کیا؟

نیز یہ بھی بڑی عجیب بات ہے کہ علامہ شامی نے جب صبح کاذب اور صبح صادق میں تین درجات والی بات نقل کی تو اس کو تو بڑے وثوق سے لیا جاتا ہے، اور ہر جگہ اس کا حوالہ دیا جاتا ہے، لیکن یہاں علامہ شامی رحمہ اللہ کی بات کو اشتباہ پر محمول کیا جاتا ہے۔ پھر یہ بات علامہ شامی نے ایک جگہ نہیں فرمائی، بلکہ مسافت قصر کے بیان میں بھی فرمائی ہے، اور وہاں علامہ طحطاویؒ کے حوالے سے نقل فرمائی ہے، تو کیا ان دونوں فقہاء کو اشتباہ ہو گیا تھا؟ اگر بالفرض ان کو اشتباہ ہو گیا تھا، تو آج تک ملکِ شام میں اٹھارہ بلکہ انیس درجے کے مطابق جو عمل ہو رہا ہے، اس کی کیا توجیہ ہو گی؟

قال أبو عبدالله محمد المعطي مرين الرباطي في إرشاد الحائر: "وما اعتمدناعليه في انحطاط يز (١٧) للشفق وانحطاط يط (١٩) للفجر هو المعول عليه والمعمول به فهو مذهب فضلاء الشام والمصريين وأهل تونس من قديم حتي الآن وهو الصحيح."(إيضاح القول الحق فی مقدار انحطاط الشمس وقت طلوع الفجر وغروب الشفق)

نیز حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ خود تحریر فرماتے ہیں:

''علماء عرب و مراکش سے مکاتبت کے بعد سن ۱۴۰۲ہجری میں معلوم ہوا کہ مراکشی فلکیین کے ہاں بوقت صبح صادق ۱۹،۱۸،اور ۲۰ زیر افق کے اقوال بھی ہیں''(احسن الفتاوی ج:۲،ص:۱۶۱)

لہٰذا جب علماء عرب کی بھی یہی تحقیق ہے کہ صبح صادق پندرہ درجے سے پہلے ہوتی ہے، تو علامہ شامیؒ کی بات کو اشتباہ پر محمول کرنا یا احتیاط پر محمول کرنا ممکن نہیں۔

(ج)۔۔۔علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالی کا حوالہ:

علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالی تفسیر "روح المعانی" میں لکھتے ہیں:

والظاهر أن التنفس في الآية إشارة إلى الفجر الثاني الصادق وهو المنتشر ضوءه معترضاً بالأفق بخلاف الأول الكاذب وهو ما يبدو مستطيلاً وأعلاه أضوأ من باقيه ثم يعدم وتعقبه ظلمة أو يتناقص حتى ينغمر في الثاني على زعم بعض أهل الهيئة أو يختلف حاله في ذلك تارةً وتارةً بحسب الأزمنة والعروض على ما قيل،............ ثم الظاهر أن تنفس الصبح وضياءه بواسطة قرب الشمس إلى الأفق الشرقي بمقدار معين وهو في المشهور ثمانية عشر جزءاً. (روح المعاني (٣٠/ ٥٩)

اس عبارت میں پہلے تو علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ترجیح دی کہ آیت کریمہ "والصبح إذا تنفس" میں صبح سے مراد صبح صادق ہے، اور پھر آخر میں صبح صادق کا درجہ بیان کیا کہ مشہور قول کے مطابق یہ اٹھارہ درجے زیرِ افق پر ہوتا ہے۔

- **معاصر علمائے عرب کے اقوال:**

(۱) علامہ یوسف قرضاوی حفظہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ثم صلاة المغرب وهي معروفة ويضاف إليهاساعة ونصف الساعة لتحديدصلاة العشاء، أوعند ما تكون الشمس بعد الغروب ثماني عشرة درجةً
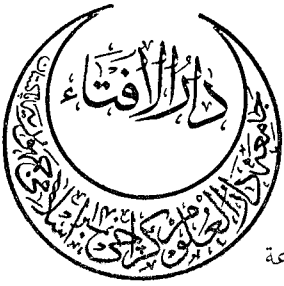
تحت الأفق . ألم توضع هذه الأوقات جميعها في معادلات فلكية رياضية ولاسيما طلوع الفجر الصادق عند ما تكون الشمس قبل الشروق ثماني عشرة درجةً تحت الأفق. (مقالات حول الحساب الفلكي)." (بحوالہ "صبح صادق اور صبح کاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق"، از: مفتی رضوان صاحب، ص:۱۷۶)

(۲) ڈاکٹر حسین کمال الدین فرماتے ہیں:

"علمنا أن بداية وقت الفجر، وهو صلاة الصبح، يبدأ عند ما تكون الشمس تحت الأفق الشرقي بمقدار ١٨، وأن وقت العشاء عند ما تصير الشمس تحت الأفق الغربي بمقدار ١٨ كذلك." (مجلة البحوث الاسلامية ، المجلد الأول العددالثالث." (مجلة البحوث الإسلامية)." (بحوالہ "صبح صادق اور صبح کاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق"، ص:۱۷۶)

(۳) مجموع الفتاوی الشرعیہ میں لجنہ کا فتوی:

"طلوع الفجر الصادق يتحقق عند ما يصل قرص الشمس تحت الأفق الشرقي بقدر ١٨ درجةً، وهو المعبر عنه بالشفق الفلكي وهو المستعمل في دخول وقت الفجر في دولة الكويت، أما الشفقان الآخران: الملاحي بدرجة ١٢ فهو يأتي في الاسفار،والمدني بدرجة ٦ يأتي في الإصباح المدني ، ولا أثر لهما فيمايتعلق بصلاة الصبح، وإذا علمنا بأن بعض علماء المسلمين يرون أن درجة الشفق نحو ١٩ فالأحوط أن لايؤخر وقت الفجر إلي أدنى من ١٨ درجةً، وأهمية ذلك تمكن بتعلقه بموعد الإمساك في الصوم. والله أعلم (مجموعة الفتاوي الشرعية ج١ ص٣ ١٩ ،وزارة الاوقاف والشئون الاسلامية لدولة الكويت)

(۴) رابطۃ العالم الاسلامی کی المجلس الفقہی الاسلامی کی قرارداد

أما بعد: فإن مجلس المجمع الفقه الإسلامي في دورته التاسعة المنعقدة بمني رابطة العالم الإسلامي في مكة المكرمة في الفترة من يوم السبت ١٢رجب ١٤٠٦هـ إلي يوم السبت ١٩ رجب ١٤٠٦هـ قد نظر في موضوع "أوقات الصلاة والصيام لسكان المناطق ذات الدرجات العالية". ومراعاةً لروح الشريعة المبنية علي التيسير ورفع الحرج، وبناءً علي ما أفادت به لجنة الخبراء الفلكيين، قرر المجلس في هذا الموضوع مايلي:

أولاً: دفعاً للإضرابات والاختلافات الناتجة عن تعدد طرق الحساب، يحدد لكل وقت من أوقات الصلاة العلامات الفلكية التي تتفق مع ماأشارت

الشريعة اليه، ومع ما أوضحه علماء الميقات الشرعيون في تحويل هذه العلامات إلي حسابات فلكية متصلة بموقع الشمس فوق الأفق أوتحته كمايلي:

الفجر: ويوافق بزوغ أول خيط من النور الأبيض وانتشاره عرضاً في الأفق "الفجرالصادق" ويوافق الزاوية ١٨ تحت الأفق الشرقي. (القرارالسادس ص: ٢٠٠)

اکابر علمائے ہند کا معمول:

اکابر علمائے ہند کا معمول بھی اٹھارہ درجے کے مطابق تھا۔۱۳۱۳ھ میں ریاست رام پور کے مفتی حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمہ اللہ نے ایک رسالہ بنام "حل الدقائق" تصنیف فرمایا تھا، جس میں انہوں نے اٹھارہ درجے پر طلوع فجر کی تحقیق پیش فرمائی تھی، اس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:

"الغرض زمانہ مابین طلوع صبح صادق وطلوع آفتاب کا برابر ومساوی ہے زمانہ مابین غروب آفتاب وغروب شفق کے، ان دونوں وقتوں کے برابر ہونے کی وجہ علاوہ وجوہات نقلیہ کے یہ ہے کہ جب آفتاب زمین کے نیچے سے طلوع ہونے کے واسطے چلتا ہے یہاں تک کہ اس کو افق سے ۱۸ درجہ طے کرنے باقی رہ جاتا ہے تو اس وقت سے ایک روشنی افق میں عرضا ظاہر ہوتی ہے جس کا نام صبح صادق ہے اور یہ روشنی زیادہ ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ آفتاب نکل آتا ہے۔ اسی طرح جب زمین کی طرف سے بعد غروب کے جاتا ہے یہاں تک کہ ۱۸ درجہ تک زمین کی طرف پہنچ جاتا ہے تو وہ سفیدی کہ جو بعد غروب آفتاب کے ہوا کرتی ہے اور اس کا نام شفق ہوتا ہے غائب ہو جاتی ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ جب طلوع کے وقت ۱۸ درجہ پر اس نے روشنی دیدی تھی، تو اسی طرح غروب کے وقت ۱۸ درجہ کے بعد اس کی روشنی زائل بھی ہونی چاہیئے، اور اس شفق کے غائب ہونے کے بعد نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور اسی پر آج کل عام طور سے تعامل ہے" (حل الدقائق ص ۳۲، بحوالہ فتاوی دارالعلوم زکریا، جلد ۲: صفحہ: ۴۹)

اسی زمانہ میں منشی محمد اعلی رئیس میرٹھ نے بھی ایک رسالہ بنام "صبح صادق" تالیف فرمایا تھا اس میں بھی صبح صادق کو ۱۸ درجہ آفتاب کے زیر افق ہونے پر لکھا گیا ہے۔

ان دونوں رسالوں کی تصدیق اکابر علمائے دیوبند جیسے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحب، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب، حضرت مولانا حبیب الرحمان عثمانی صاحب اور حضرت مولانا حافظ احمد بن حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند قدس اللہ اَسرارَھم نے کی ہے۔ اور ان پر تقاریظ بھی لکھی ہیں۔ (بحوالہ فتاویٰ دارالعلوم زکریا، جلد ۲: صفحہ: ۴۹)

• حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ہاں معمول:

تھانہ بھون میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالی کے ہاں بھی صبح صادق کے مسئلہ میں اٹھارہ درجے پر عمل تھا۔ چنانچہ حضرت فرماتے ہیں:

> "صبح صادق اور طلوع شمس میں فرق کم سے کم بماہ فروری ومارچ و دسمبر واکتوبر ایک گھنٹہ ۲۰ منٹ اور زیادہ سے زیادہ بماہ جون و شروع جولائی ایک گھنٹہ ۳۷ منٹ ہوتا ہے۔" **(بوادر النوادر، صفحہ: ۴۲۹)**

یہ فرق اٹھارہ درجے کے مطابق ہی درست ہو سکتا ہے۔ تھانہ بھون کے اوقات نماز فروری اور جون کا نقشہ ذیل میں ملاحظہ ہو جو اٹھارہ درجہ پر بنا ہوا ہے:

دائمی نقشہ اوقات نماز برائے تھانہ بھون

Location	Latitude	29° 35'	Qibla	94.41	W
	Longitude	-77° 25'			

تیار کردہ: سید حسین احمد دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

فروری

فجر اور طلوع کا فرق	تاریخ	فجر	طلوع آفتاب	اشراق	زوال آفتاب	عصر شافعی	عصر حنفی	غروب آفتاب	عشاء
	1	5:47	7:10	7:22	12:34	3:37	4:22	5:58	7:21
	2	5:46	7:09	7:21	12:34	3:38	4:23	5:58	7:21
	3	5:46	7:08	7:20	12:34	3:39	4:24	5:59	7:22
	4	5:45	7:08	7:20	12:34	3:39	4:24	6:00	7:23
	5	5:45	7:07	7:19	12:34	3:40	4:25	6:01	7:23
	6	5:44	7:06	7:18	12:34	3:41	4:26	6:02	7:24
1:21	7	5:44	7:06	7:18	12:34	3:41	4:27	6:03	7:25
1:21	8	5:43	7:05	7:17	12:34	3:42	4:28	6:03	7:26
1:21	9	5:43	7:04	7:16	12:34	3:43	4:28	6:04	7:26
1:21	10	5:42	7:04	7:15	12:35	3:43	4:29	6:05	7:27

فجر طلوع آفتاب فرق	تاریخ	فجر	طلوع آفتاب	اشراق	زوال آفتاب	عصر شافعی	عصر حنفی	غروب آفتاب	عشاء
	جون								
1:35	1	3:45	5:20	5:32	12:18	3:55	5:11	7:16	8:51
1:35	2	3:45	5:20	5:32	12:18	3:55	5:11	7:17	8:52
1:35	3	3:44	5:20	5:32	12:19	3:55	5:11	7:17	8:53
1:35	4	3:44	5:20	5:32	12:19	3:55	5:12	7:18	8:53
1:35	5	3:44	5:19	5:32	12:19	3:55	5:12	7:18	8:54
1:35	6	3:43	5:19	5:32	12:19	3:55	5:12	7:18	8:55
1:36	7	3:43	5:19	5:32	12:19	3:55	5:12	7:19	8:55
1:36	8	3:43	5:19	5:32	12:20	3:55	5:13	7:19	8:56
1:36	9	3:43	5:19	5:32	12:20	3:56	5:13	7:20	8:56
1:36	10	3:43	5:19	5:32	12:20	3:56	5:13	7:20	8:57
1:36	11	3:43	5:19	5:32	12:20	3:56	5:13	7:21	8:57
1:36	12	3:43	5:19	5:32	12:20	3:56	5:14	7:21	8:58
1:36	13	3:43	5:19	5:32	12:21	3:56	5:14	7:21	8:58
1:36	14	3:43	5:19	5:32	12:21	3:56	5:14	7:22	8:59
1:36	15	3:43	5:19	5:32	12:21	3:57	5:15	7:22	8:59
1:36	16	3:43	5:20	5:32	12:21	3:57	5:15	7:22	8:59
1:36	17	3:43	5:20	5:32	12:21	3:57	5:15	7:23	9:00
1:36	18	3:43	5:20	5:32	12:22	3:57	5:15	7:23	9:00
1:36	19	3:43	5:20	5:33	12:22	3:57	5:15	7:23	9:00

جبکہ پندرہ درجے کے اعتبار سے یہ فرق فروری میں ایک گھنٹہ آٹھ منٹ، اور ماہ جون میں ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ کا بنتا ہے۔

- **امداد الاحکام کا حوالہ:**

"امداد الاحکام" میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> "اور روشنی پھیلنے کا وقت احقر نے جو تجربہ کیا تو طلوعِ فجر و طلوع شمس کے نصف پر ہے، اور طلوعین میں کم از کم فاصلہ ایک گھنٹہ بیس منٹ ہوتا ہے اور زائد سے زائد ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ (امداد الاحکام، جلد:۱صفحہ: ۴۱۱)

یہ فاصلہ اٹھارہ درجے کے مطابق ہی درست بنتا ہے، جیسا کہ تھانہ بھون کے نقشۂ اوقاتِ نماز سے واضح ہے، جس میں فروری کے مہینے میں یہ فاصلہ ایک گھنٹہ ۲۱ منٹ اور جون کی پہلی تاریخ میں یہ فاصلہ ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ ہے۔ اور یہ نقشہ اٹھارہ درجہ کے مطابق بنا ہوا ہے۔

اسی طرح امداد الاحکام جلد:۱، صفحہ: ۴۱۴ پر ایک سائل نے طویل سوال کے ضمن میں اہلِ ہندسہ کا اٹھارہ درجہ پر شفق ابیض کے غروب کا وقت لکھنے کا معمول اور اپنا مشاہدہ ذکر کر کے دونوں میں تعارض کا ذکر کیا ہے، مذکورہ سوال اور اس کا جواب درج ذیل ہیں:

> "اہل ہندسہ نے ابیض احمر کی تفریق نہیں کی، صرف ۱۸ درجہ انعکاس سورج رکھے ہیں، میں نے اس سے پہلے بھی چار سال ہوئے کوشش کی تھی، اور اب پھر کوشش کی،

مجھے خیال آیا کہ اہل ہندسہ نے مشاہدات کر کے اصول بنائے ہیں میں خود کیوں نہ تجربہ کروں ومشاہدہ کروں اور ٹھیک پتہ لگاؤں، چنانچہ ببرکت آں قبلہ میں نے مولوی شمشیر علی، ممتاز علی، حافظ بشیر احمد صاحب کو ساتھ لے کر روزانہ غروب سے ۸ بجے تک بیٹھنا اور مشاہدہ کرنا شروع کیا، اور نظر سے جو فرق پیدا ہو سکتا تھا اس کا حساب کیا۔ جو جو شفق کی شکلیں آسمان پر پیدا ہوتی ہیں ان کے مسودے اور چلتے ہوئے سرسری نقشے بنا کر پیش کر رہا ہوں:-

صورت یہ پیدا ہوتی ہے کہ غروب کے ساتھ ہی ساتھ کوئی سرخی نہیں رہتی، اس کے بعد تقریباً ۱۵ منٹ کے بعد نہایت تیزی کے ساتھ چوتھائی افق پر سرخی چھا جاتی ہے، پھر یہ سرخی طول میں گھٹتی جاتی ہے، اور اونچائی میں زیادہ ہوتی جاتی ہے، اور اس کے اوپر خفیف سیاہ ڈورا آجاتا ہے پھر یہ سرخی سمٹتی ہے، اور ایک جگہ آجاتی ہے، اور اس کے اوپر سفیدی پھیلنا شروع ہوتی ہے، اوپر سفیدی ہوتی ہے، اور نیچے سرخی کم کم، پھر یہ سرخی غائب ہو جاتی ہے، اس کے غائب ہوتے ہی دو ایک منٹ تک سناٹا ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ تو نہایت بھیانک نظر آتا ہے، اور ڈر سا لگتا ہے، اب سفیدی کا دور دورہ ہو جاتا ہے، اور مقام غروب سے سورج سے شمالاً و جنوباً سفیدی پھیل جاتی ہے، جو دودھ کی طرح سفید ہوتی ہے، پھر سفیدی طول میں گھٹتی ہے، مگر چوڑائی میں زیادہ اور صاف ہوتی ہے۔ اس کے بعد طول اور گھٹتا ہے، مگر اب اوپر ایک چھوٹی سی محراب پیدا ہو جاتی ہے، اور بعدہ سفیدی خوب روشن ہو جاتی ہے، چوڑان میں زیادہ ہوتی ہے، اور اس جگہ جہاں سورج ڈوبا تھا محراب پیدا ہوتی ہے، اور وہ سفیدی جو طول میں مقام غروب سے شمالاً و جنوباً پھیلی تھی، دھیرے دھیرے غائب ہو جاتی ہے، اور صرف محراب جو ایک لمبی ستون کی طرح ہوتی ہے باقی رہ جاتی ہے، یہی وہ وقت ہے جو ہندسہ والے غروب شفق بتاتے ہیں، اور اس کے اختتام پر کل حضرات نے اپنی اپنی جنتریوں میں غروب شفق ابیض بتایا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ طولاً از شمال تا جنوب شفق نہ ابیض رہا نہ احمر، مگر یہ محرابی ستون اس ابیض کے سمٹنے سے ہی تو پیدا ہوتا ہے، اس کو کیوں چھوڑ دیا جائے، یہ اگر شفق ابیض کا حصہ نہیں تو کیا ہے، یہ حصہ بہت دیر میں تقریباً ۳۵ منٹ میں موسم اعتدال میں غائب ہو جاتا ہے، خادم نے جو مشاہدہ کیا اور بار بار دیکھا ہے اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ ابیض کا حصہ ہے، مگر انہوں نے اس کو اس وجہ سے

چھوڑ دیا ہے کہ اس کے نمودار تمام آسمان پر محیط صورت ختم ہو گئی، صرف مقامِ غروبِ آفتاب پر ایک ستون رہ گیا جس کا تمام افق پر کوئی اثر نہیں، جس طرح ریاضی میں اوسط میں کرتے ہیں، یا کسرات کو چھوڑ جاتے ہیں، اگر اس ستون کو خارج کر دیا جاوے تب تو ہندسی اعداد ٹھیک ہیں، اور اگر اس کو شامل کیا جائے تو ۲۵ منٹ بعد غروب ابیض ہو گا۔

اب بندگانِ عالی بتائیں کہ خادم اس کو اسی طرح ترک اور نظر انداز کر دے جس طرح جدید انگریزی ہندسہ نے نظر انداز کیا ہے، یا شامل کیا جائے گا تو ایک انقلابِ عظیم پیدا ہو گا۔ میری اول کی جنتریاں سب قابلِ ترمیم ہیں۔

الجواب: گزارش آنکہ آپ کی تحریر میں غور کیا، نیز حضرت والا سے اس باب میں مراجعت کی، بالآخر یہ طے ہوا کہ غرب آفتاب اور غروب شفق ابیض میں اتنا ہی تفاوت ہوتا ہے جتنا کہ صبح کاذب اور طلوع آفتاب میں ہوتا ہے۔ یعنی ۱۸ درجے، اور جتنا تفاوت صبح کاذب وصادق میں ہوتا ہے اتنا ہی تفاوت شفق احمر وابیض کے غروب میں ہوتا ہے، یعنی ۳ درجے۔ کتابوں میں بھی یہی ملا، چنانچہ جزوِ اول شرح چغمینی میں اور جزوِ دوم رد المحتار میں مصرّح ہے، اور مقتضائے قیاس بھی یہی ہے، پس اصل سوال کا جواب تو ہو چکا، یعنی بیاضِ مستطیر کے غروب پر شفق کا غروب مانا گیا ہے، اور وہ سفیدی جو بشکلِ ستون ۱۸ درجہ کے بعد آپ نے مشاہدہ کی ہے، نظر انداز کرنے کے قابل ہے، جیسا کہ سب جنتریوں میں کی گئی ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ باوجود بعد شمس عن الافق اس بیاضِ مستطیر کے رہنے کی کیا وجہ ہے، سو یہ علم ہیئت کی بحث سے خارج ہے، ممکن ہے کہ علم طبیعیات میں اس کی کوئی وجہ مل جائے۔ تلاش کی ضرورت نہیں سمجھی، کہ اس پر کوئی حکم شرعی مرتب نہیں، فقط۔ **احقر عبد الکریم عفی عنہ، مورخہ ۲/ذی الحجہ/۱۳۵۱ھ۔**

چونکہ یہ جواب میری مشارکت اور مشاورت سے لکھا گیا ہے اس لئے میں اس سے متفق ہوں اور اس کی مزید تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ فجر سے قبل بیاضِ مستطیل بالیقین عشاء کا وقت ہے، اقرب الی القیاس یہ ہے کہ اسی طرح بیاضِ مستطیل بعد غروب بھی عشاء کا وقت ہو، واللہ اعلم، البتہ اگر کوئی نقل صحیح اس قیاس کے معارض ہوتی... تو یہ قیاس مؤثر نہ ہوتا، اور ایسی نقل مفقود ہے، اور گو یہ دلیل قطعی نہ ہو

لیکن مقنع ضرور ہے کمالایخفی۔ اشرف علی، ۲/ذی الحجہ/۵۱ھ" (امداد الاحکام جلد:۱
صفحہ:۴۱۴تا۴۱۶)

اس سوال میں سائل نے واضح کیا ہے کہ اہل ہندسہ نے اٹھارہ درجے انعکاس سورج کے رکھے ہیں، اور سائل کے مشاہدہ کے مطابق یہ وہی لمحہ ہے جب بیاض مستطیر غائب ہوجائے، اور ستون کی طرح سفیدی باقی رہ جائے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس کی تائید فرمائی۔ اس تحریر سے **ایک** تو مشاہدہ سے ثابت ہوگیا کہ فجر صادق اٹھارہ درجے پر ہوتی ہے۔ **دوم** حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تصدیق بھی ہوگئی کہ فجر صادق اٹھارہ درجے پر ہوتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جنتریوں میں اٹھارہ درجے پر جو صبح صادق کا ہونا لکھا ہے وہ نقشے درست ہیں۔

تنبیہ: اس جواب میں جو یہ تحریر ہے کہ:

"غروب آفتاب اور غروب شفق ابیض میں اتنا ہی تفاوت ہوتا ہے جتنا صبح کاذب اور طلوع آفتاب میں ہوتا ہے"۔

تو اس میں سہوِ کاتب کی وجہ سے صبح صادق کے بجائے صبح کاذب کا لفظ آگیا، ورنہ اسی کتاب میں دو صفحہ پہلے صفحہ: ۴۱۳ پر لکھا ہے کہ:

"غروب آفتاب و شفق ابیض کے درمیان اتنا وقت ہوتا ہے جتنا کہ طلوع فجر صادق وطلوع آفتاب میں"۔ (امداد الاحکام: جلد:۱، ص:۴۱۳)

نیز تمام ماہرین ہیئت کا اس پر اتفاق ہے کہ صبح صادق اور غروب شفق ابیض کے درمیان فاصلہ برابر ہوتا ہے، نہ کہ صبح کاذب اور غروب شفق ابیض کے درمیان۔ اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔ پندرہ درجے کے قائلین بھی اس اصول کو مانتے ہیں۔

- **امداد الاحکام کا ایک اور حوالہ:**

صبح صادق کے وقت کے بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

"قال فی شرح الجغمینی: وقدعرف بالتجربة أن أول الصبح وآخرالشفق إنمايكون إذاكان انحطاط الشمس ثمانية عشر جزءاً، اه.

قال المحشي: هذا هو المشهور، ووقع فی بعض كتب أبی ريحان أنه سبعة عشر جزءًا، وقيل إنه تسعة عشر جزءاً، وهذا فی ابتداء الصبح الكاذب، وأما فی ابتداء الصبح الصادق فقد قيل: إن انحطاط الشمس حينئذٍ خمسة عشر جزءاً.

وذكرفي ردالمحتار: أن التفاوت بين الفجرين وكذا بين الشفقين الأحمر والأبيض إنما هو بثلاث درج اه.

وفي إحياء العلوم: باب النوافل: ويعرف (أى الفجر الصادق) بالقمر ليلتين من الشهر؛ فإن القمر يطلع مع الفجر ليلة ست وعشرين، ويطلع الصبح مع غروب القمر ليلة اثنى عشر من الشهر، هذا هو الغالب، ويتطرق عليه تفاوت فى بعض البروج، اه.

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صبح صادق طلوع آفتاب سے ۱۸ درجہ پہلے ہوتی ہے، جس کی مقدار گھنٹوں کے حساب سے ایک گھنٹہ ۱۵ منٹ ہوتی ہے، اور صبح کاذب وصادق میں تین درجہ کا تفاوت ہے، یعنی صبح کاذب صبح صادق سے ۱۲ منٹ پہلے ہوتی ہے، لیکن احتیاط یہ ہے کہ سحری طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ترک کردی جائے، اور صبح صادق کے پہچاننے کی ترکیب یہ ہے کہ ہر مہینہ میں دو رات چاند کے طلوع وغروب کو دیکھ لیا جائے، اور وہ دو راتیں بارہویں اور چھبیسویں راتیں ہیں، بارہویں شب میں چاند کے غروب ہوتے ہی صبح صادق ہو جاتی ہے، اور چھبیسویں شب میں صبح صادق کے ساتھ ساتھ چاند طلوع ہوتا ہے، ان دو راتوں کے تجربہ سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ طلوعِ فجر اور طلوعِ شمس میں کتنا فاصلہ ہوتا ہے، لیکن ہمارا عمل اس پر ہے کہ آفتاب کے طلوع ہونے سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے سحری ترک کر دیتے ہیں۔ واللہ اعلم"۔ (امداد الاحکام ج ا ص ۴۰۱)

اس عبارت میں تصریح ہے کہ صبح صادق طلوع آفتاب سے ۱۸ درجے پہلے ہوتی ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

"امداد الاحکام" کے حوالے سے یہ عبارت پروفیسر عبداللطیف صاحب مرحوم نے اپنی کتاب "صبح صادق و صبح کاذب" میں اٹھارہ درجے کی تائید میں لکھی تھی۔ اس پر بعض حضرات نے یہ اعتراض بڑے شد و مد سے کیا ہے کہ یہاں اٹھارہ کا لفظ سہوِ کاتب سے لکھا گیا ہے؛ کیونکہ "شرح چغمینی" کے حاشیہ کی عبارت جو جواب میں بھی درج ہے، اس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ ایسا ابتدائے صبح کاذب میں ہوتا ہے، جبکہ ابتدائے صبح صادق پندرہ درجے پر ہوتی ہے۔ لیکن یہ اعتراض درست نہیں، یہاں اٹھارہ درجے کا لفظ سہوِ کاتب سے نہیں لکھا گیا۔ جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ صاحب "امدادالاحکام" علامہ ظفراحمد عثمانی رحمہ اللہ اٹھارہ درجے پر صبح صادق کے قائل تھے۔ حضرت نے اپنا تجربہ بھی اٹھارہ درجے کے مطابق ذکر کیا ہے، جیسا کہ حضرت کی اس عبارت سے واضح ہے:

"اور روشنی پھیلنے کا وقت احقرنے جو تجربہ کیا تو طلوع فجر و طلوع شمس کے نصف پر ہے، اور طلوعین میں کم از کم فاصلہ ایک گھنٹہ بیس منٹ ہوتا ہے اور زائد سے زائد ایک گھنٹہ ۳۵منٹ" الخ (امدادالاحکام جلد:۱، صفحہ: ۴۱۱)

یہ فاصلہ اٹھارہ درجہ کے مطابق ہی بنتا ہے۔ نیز تھانہ بھون میں عمل پر اٹھارہ درجہ ہی کے مطابق تھا، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

(۲)۔۔۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ "شرح چغمینی" اوراس کے حاشیہ کی یہ پوری عبارت حضرت علامہ ظفراحمد عثمانی رحمہ اللہ نے اعلاء السنن میں بھی نقل فرمائی ہے۔ جس کے بعد حضرت نے اٹھارہ درجے کی بات ذکر فرمائی ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو:

وقال فى شرح الجغمينى: "وقدعرف بالتجربة أن أول الصبح وآخر الشفق إنما يكون إذا كان انحطاط الشمس ثمانية عشر جزءاً. اه"

قال المحشى: "هذا هو المشهور ووقع فى بعض كتب أبى ريحان أنه سبعة عشر جزءاً، وقيل: إنه تسعة عشر جزءاً، وهذا فى ابتداء الصبح الكاذب، وأما فى ابتداء الصبح الصادق فقد قيل إن انحطاط الشمس حينئذٍ خمسة عشر جزءاً.

"ولايخفي أن هذا القدر– أعني مدة ثمانية عشر جزءاً – لايزيد علي ساعة ونصف أبداً..............................الخ (إعلاء السنن: ٢/١٥)

اگر امداد الاحکام کی عبارت سہوِ کاتب کا نتیجہ تھا تو اعلاء السنن کی عبارت کی کیا توجیہ ہو گی؟

البتہ یہ سوال اپنی جگہ برقرار ہے کہ جب حاشیہ میں پندرہ درجہ کا ذکر ہے تو حضرت نے اٹھارہ کیوں لکھا؟ اس کا جواب واضح ہے کہ:

(۱)۔۔۔ حضرت نے محشی کی بات کے بجائے شارح اور دیگر معروف اہل فن کی بات کو ترجیح دی کہ فجر اٹھارہ درجہ پر ہوتی ہے، محشی کی بات تمام معتبر اہل فن کے خلاف ہے، تمام متقدمین و متاخرین ماہرین ہیئت فجر صادق اٹھارہ درجے پر لکھ رہے ہیں، اور یہ محشی ان کے خلاف لکھتا ہے، تو کس کی بات کو ترجیح ہو گی؟

(۲)۔۔۔ نیز محشی کی بات خود شارح کی عبارت کے ساتھ بھی میل نہیں کھاتی۔ شارح کا مقصد صبح صادق کی ابتداء اور شفق ابیض کی انتہاء کو بیان کرنا ہے کہ صبح صادق کی ابتداء اور شفقِ ابیض کی انتہاء اٹھارہ درجے پر ہوتی ہے۔

اگر ''أول الصبح'' سے صبح کاذب کی ابتداء مراد لی جائے (صبح صادق کی ابتداء مراد نہ لی جائے) تو اس کا تقابل ''آخر الشفق'' کے ساتھ درست نہیں رہے گا، کیونکہ اس بات کا کوئی قائل نہیں ہے کہ صبح کاذب اور طلوع شمس کا درمیانی فاصلہ غروب شمس اور آخر الشفق کے درمیانی فاصلے کے برابر ہوتا ہے، لہٰذا یہ بات واضح ہے کہ یہاں ''أول الصبح'' سے شارح کی مراد صبح صادق کی ابتداء اور ''آخر الشفق'' سے شفق ابیض کی انتہاء کا درجہ بیان کرنا مقصود ہے کہ یہ دونوں اٹھارہ درجے پر وقوع پذیر ہوتے ہیں، اور یہ بات درست ہے؛ کیونکہ تمام اہل فن اس پر متفق ہیں کہ صبح صادق کی ابتدا سے طلوع آفتاب تک اور غروب آفتاب سے شفق ابیض کی انتہاء تک فاصلہ برابر ہوتا ہے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ابتدائے صبح صادق اور انتہائے شفق ابیض کا درجہ ایک ہو۔

جبکہ اگر ''أول الصبح'' سے صبح کاذب کی ابتداء مراد لی جائے تو اس کا تقابل ''آخر الشفق'' کے ساتھ درست نہیں ہوگا؛ کیونکہ اس صورت میں مطلب یہ بن جائے گا کہ صبح کاذب کی ابتداء اور شفق ابیض کی انتہاء اٹھارہ درجے پر ہوتی ہے۔اس طرح صبح کاذب کی ابتدا سے طلوع آفتاب تک اور غروب آفتاب سے اختتام شفق ابیض تک کا فاصلہ برابر ہو جائے گا۔ حالانکہ یہ مطلب قطعی غلط ہے۔پندرہ درجے کے قائلین بھی اس کے قائل نہیں ہیں۔ وہ بھی یہ مانتے ہیں کہ ابتدائے فجر صادق اور انتہائے شفق ابیض کا درجہ ایک ہے۔ دونوں کا فاصلہ بھی برابر ہے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ اس عبارت میں ''أول الصبح'' سے مراد صبح صادق کی ابتداء ہے نہ کہ صبح کاذب کی ابتداء۔ لہٰذا جب محشی کی بات شارح کی عبارت کے بھی خلاف ہے، اور دیگر اہل فن کی تحقیق کے بھی خلاف ہے تو ان کی بات کو کیسے اختیار کیا جا سکتا ہے؟ اس لئے صاحب امداد الاحکام نے محشی کی بات سے تعرض کئے بغیر اٹھارہ کا قول جزم کے ساتھ اختیار فرمایا۔ اس کو سہو کاتب پر محمول کرنا درست نہیں۔

- **حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا حوالہ:**

حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی صاحب رحمہ اللہ نے غروب آفتاب اور غروب شفق ابیض کے درمیان جتنا فاصلہ ذکر فرمایا ہے وہ بھی اٹھارہ درجے کے مطابق ہی درست بنتا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رحیمیہ جلد: ۴ صفحہ: ۷۹ اور صفحہ: ۸۰ پر ایک سوال و جواب ملاحظہ ہو:

"عشاء کا وقت غروب آفتاب کے بعد کب داخل ہوتا ہے؟

(سوال ۹۶) غروب آفتاب کے بعد کب تک شفق ابیض باقی رہتی ہے، اور کب سے عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے؟

(الجواب) یہ فاصلہ ہمیشہ یکساں نہیں رہتا ماہ بماہ یا کچھ کچھ دنوں میں گھٹا بڑھتا رہتا ہے، لیکن یہ فاصلہ ایک گھنٹے اڑ تیس منٹ (۱۔۳۸) منٹ سے زیادہ نہیں ہوتا اور ایک گھنٹہ اکیس (۱۔۲۱) منٹ سے کم نہیں ہوتا۔ ماہِ جون میں یہ فاصلہ ایک گھنٹہ اڑ تیس منٹ (۱۔۳۸) منٹ کا ہوتا ہے، اور ستمبر میں سب سے کم یعنی ایک گھنٹہ اکیس (۱۔۲۱) منٹ کا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ نقشہ پیش کیا جاتا ہے جس کے مطابق عشاء کی نماز میں تغیر و تبدل کریں۔ (محمد کفایت اللہ، دہلی)

نقشہ

مہینے مع تاریخ	گھنٹہ	منٹ	مہینے مع تاریخ	گھنٹہ	منٹ
یکم جنوری	۱	۲۷	یکم جولائی	۱	۳۴
یکم فروری	۱	۲۴	یکم اگست	۱	۳۰
یکم مارچ	۱	۲۲	یکم ستمبر	۱	۲۵
یکم اپریل	۱	۲۳	اکیسویں ستمبر	۱	۲۱
یکم مئی	۱	۲۷	یکم اکتوبر	۱	۲۲
یکم جون	۱	۳۴	یکم نومبر	۱	۲۳
تئیسویں جون	۱	۳۸	یکم دسمبر	۱	۲۷
پچیسویں جون	۱	۳۷	اکیسویں دسمبر	۱	۲۸

نوٹ: جس ماہ کی جس تاریخ میں غروب آفتاب اور غروب شفق میں جس قدر فاصلہ رہتا ہے تقریباً اتنا ہی فاصلہ صبح صادق اور طلوع آفتاب میں بھی ہوتا ہے۔"

درج بالا ٹیبل میں حضرتؒ نے غروب آفتاب اور غروب شفق ابیض کے درمیان مختلف مہینوں میں جو فاصلے بیان فرمائے ہیں وہ سب کے سب اٹھارہ درجے ہی کے مطابق ہیں، پندرہ درجے کے مطابق یہ فاصلے ہرگز درست نہیں بنتے۔

○ فتاوی دار العلوم دیوبند کا حوالہ:

فتاوی دارالعلوم دیوبند میں بھی غروب آفتاب اور غروب شفق ابیض کے درمیان جو فاصلہ ذکر کیا گیا ہے وہ بھی اٹھارہ درجے ہی کے مطابق ہے۔اور شفق ابیض کے غروب کے جو اوقات لکھے ہوئے ہیں وہ بھی اٹھارہ درجہ ہی کے مطابق ہیں۔ فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۴۳ کی عبارت ملاحظہ ہو:

"مغرب وعشاء کے درمیان مقدار فاصلہ

(جواب) عشاء کا وقت غیبوبۃ شفق کے بعد سے شروع ہوتا ہے ،اور شفق کے بارہ میں امام اعظمؒ اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے، صاحبینؒ کے نزدیک شفق احمر کی غیبوبۃ پر عشاء کا وقت ہوتا ہے ،اور امام اعظمؒ کے نزدیک شفق ابیض کی غیبوبۃ پر عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے، اور ظاہر ہے کہ قول امام اعظم پر عمل کرنا احوط ہے کما فی الشامی وقولہ احوط، اس کے بعد واضح ہو کہ شفق ابیض غروب آفتاب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد غائب ہوتا ہے، اور اس میں صیفاً وشتاءً چند منٹ کا تفاوت ہوتا ہے، چنانچہ جنتری طلوع وغروب آفتاب سے جس میں وقت عصر ووقت عشاء حسب مذہب امام اعظمؒ درج ہے، واضح ہوتا ہے کہ یکم اگست ۱۹۲۱ء کو غروب آفتاب ۷ بجکر ۱۷ منٹ پر ہے، اور وقت عشاء موافق مذہب امام اعظم ۸ بجکر ۴۷ منٹ پر ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ تفاوت مابین مغرب وعشاء ایک گھنٹہ تیس منٹ ہے، اور ۳۱/ اگست ۱۹۲۱ کو غروب آفتاب ۶ بجکر ۴۸ منٹ پر ہے، اور وقت عشاء ۸ بجکر ۱۳ منٹ پر ہے،اس وقت تفاوت مابین مغرب وعشاء ایک گھنٹہ پچیس منٹ ہے، الغرض ہمیشہ مابین غروب آفتاب وغروب شفق میں تقریباً اسی قدر فاصلہ رہتا ہے"۔

اب دیوبند شہر کے اوقات نماز کا (ماہِ اگست کا) نقشہ ملاحظہ ہو جو اٹھارہ درجے کے مطابق بنا ہوا ہے۔

اگست								
تاریخ	فجر	طلوع آفتاب	اشراق	زوال آفتاب	عصر شافعی	عصر حنفی	غروب آفتاب	عشاء
۱	۴:۱۰	۵:۳۹	۵:۵۱	۱۲:۲۶	۴:۰۳	۵:۱۳	۷:۱۲	۸:۴۲
۲	۴:۱۱	۵:۳۹	۵:۵۱	۱۲:۲۶	۴:۰۳	۵:۱۳	۷:۱۱	۸:۴۱

فتاوی دارالعلوم دیوبند میں عشاء اور مغرب کا جو وقت لکھا ہوا ہے اس میں اور درج بالا نقشہ میں دیئے ہوئے وقت میں پانچ منٹ کا تفاوت ہے جو احتیاط شامل کرنے کا نتیجہ ہے۔ جبکہ پندرہ درجے کے اعتبار سے یکم اگست کا وقت عشاء ۸:۲۶ بنتا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ دارالعلوم دیوبند میں اٹھارہ درجے کے مطابق عمل تھا۔

- **دارالعلوم دیوبند کا حالیہ فتویٰ:**

حال ہی میں علمائے سوات نے دارالعلوم دیوبند ایک استفتاء بھیجا تھا، جس کا حاصل یہ تھا کہ ہمارے ہاں دو نقشے رائج ہیں ایک اٹھارہ درجے کے مطابق اور ایک پندرہ درجے کے مطابق، لوگوں میں شدید اختلاف ہے، تو بعض علماء نے مصالحت کی غرض سے درمیانی وقفہ ایک گھنٹہ ۳۸ منٹ مقرر کر دیا، (جو پندرہ درجے سے پہلے اور اٹھارہ درجے کے بعد کا وقت ہے) کیا یہ طریقہ درست ہے؟

اس پر دارالعلوم دیوبند کی طرف سے ۲۴/جمادی الاولی ۱۴۳۷ھ مطابق ۵ مارچ ۲۰۱۶ء کو مفصل جواب دیا گیا جس میں اٹھارہ درجے پر بنے ہوئے نقشوں کی تائید تھی، اس جواب کا ایک پیراگراف درج ذیل ہے:

> "اسی طرح جب دارالعلوم دیوبند کی طرف سے حضرت مولانا محمد اسلم صاحب قاسمی دامت برکاتہم (حال استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند، وقف) کی تیار کردہ جنتری (قاسمی جنتری) جو قدیم وجدید فلکی حسابات کی روشنی میں نہایت احتیاط وکاوش کے ساتھ مرتب کی گئی ہے، اور قدیم جنتریوں کے مطابق ہے (قدیم جنتریاں اٹھارہ درجے کے مطابق بنی ہیں، حسین احمد) شائع کی گئی تو بعض علماء نے یہ اعتراض کیا کہ اس میں طلوع صبح صادق کا وقت صحیح نہیں ہے، اور وہ حضرات یہ اعتراض لے کر حضرت مفتی محمد نظام الدین صاحب اعظمیؒ (سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند) کے پاس آئے تو حضرت مفتی صاحب قدس سرہ نے فرمایا: "حسابی بنیاد پر کسی جنتری کی تصحیح یا تغلیط کی ضرورت نہیں، مشاہدہ کر لیا جائے، اور جو جنتری مشاہدہ کی رو سے صحیح ثابت ہو، اس پر عمل کیا جائے، اور جو اس کے خلاف ثابت ہو اس پر عمل نہ کیا جائے۔ اور مشاہدہ کے لئے یہ کیا جائے کہ آپ حضرات اور ہم لوگ اپنی اپنی سحری لے کر کل صبح صادق سے پہلے دیوبند سے باہر کسی کھلی فضا میں چلیں، وہیں سحری بھی کھائیں اور سب لوگ اپنی اپنی آنکھوں سے براہِ راست طلوع صبح صادق کا مشاہدہ کریں، اور جس وقت صبح صادق کا مشاہدہ ہو اسے نوٹ کر لیں پھر آکر دیکھیں جو جنتری اس کے مطابق ہو وہ صحیح سمجھی جائے، اور اسی کے مطابق عمل کیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا،

اور تین کاریں گئیں اور باہر جاکر خود لوگوں نے دیکھا اور صبح کاذب کے بعد جوں ہی آسمان کے افق پر چوڑائی میں پھیلتی ہوئی روشنی نظر آئی اپنی اپنی گھڑی دیکھ وہ ٹائم نوٹ کرلیا، اور واپس آکر وہ ٹائم مختلف جنتریوں سے ملایا گیا تو قاسمی جنتری کا ٹائم بالکل صحیح نکلا، معترض لوگ خاموش ہوگئے، اور جنتری کی صحت بالاتفاق تسلیم کرلی گئی، هكذا سمعته من شيخنا الكبير المفتي حبيب الرحمن الخيرآبادي المفتي الأكبر بالجامعة الاسلامية دار العلوم ديوبند." (مراسلہ شعبۂ انٹرنیٹ نمبر:۱/۳۵۲۲، برائے دار الافتاء، مؤرخہ:۱۶/۱۱/۳۷ھ)

(۳)۔۔۔مشاہدات:

(الف)۔۔۔ جناب پروفیسر عبداللطیف صاحب مرحوم کے مشاہدات:

جناب پروفیسر عبداللطیف صاحب مرحوم نے اپنی کتاب "صبح صادق و صبح کاذب" میں صفحہ ۷۵ سے صفحہ ۸۵ تک مشاہدات کی تفصیل لکھی ہے۔

اس میں مشاہدہ نمبر۵، جو ۱۹۷۳ء میں میرپور ساکرو میں کیا گیا، یہ مشاہدہ انہوں نے اکابر علماء کرام کی معیت میں کیا جس میں وہ لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب نے مشاہدہ ۴بجکر ۵۴ منٹ پر کرلیا تھا، اور یہی وقت انہوں نے تحریر کرادیا۔ آٹھ ساتھیوں نے مشاہدے کے بعد وقت ۴بجکر ۵۵ منٹ ریکارڈ کرایا، گویا ۹ احباب نے ۴بجکر ۵۴ اور ۴بجکر ۵۵ منٹ کے اندر اندر صبح صادق کا مشاہدہ کرلیا تھا، تین احباب نے اپنے مشاہدے کے اعتبار سے وقت صبح صادق ۴بجکر ۵۹ منٹ نوٹ کرایا، (گویا اس طرح سے ۱۲ احباب نے وقت ۴بجکر ۵۴ اور ۴بجکر ۵۹ منٹ یعنی شروع کے پانچ منٹ کے وقفہ کے اندر اندر نوٹ فرمالئے تھے)"

اس تاریخ کو میرپور ساکرو کے قدیم اوقاتِ نماز کے چارٹ کے اعتبار سے وقت صبح صادق ۴بجکر ۵۴ منٹ تھا۔ لہٰذا اس طرح اس مشاہدہ میں صبح صادق پندرہ درجہ سے بہت پہلے نظر آئی۔

اسی طرح پروفیسر صاحب مرحوم مشاہدہ نمبر۶ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ٹھیک ۴بجکر ۵۵ منٹ پر تمام احباب نے مشاہدہ کے بعد متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ صبح صادق ہوگئی، اور سب نے اس دن ۴بجکر ۵۵ منٹ کا وقت نوٹ کرایا"۔

یہ مشاہدہ کراچی میں ہوا، اور کراچی میں اس تاریخ (یعنی ۱۲ اپریل ۱۹۷۳ء) کو اٹھارہ درجہ کے مطابق صبح صادق کا وقت ۴ بجکر ۵۳ منٹ تھا۔ لہذا یہ مشاہدہ بھی اٹھارہ درجے کے مطابق ہوا۔

مشاہدہ نمبر ۷:

مشاہدہ نمبر ۷ جو ۱۸/ اگست ۱۹۷۴ء کو ٹنڈو محمد خان کے قریب جنھان سومرو میں کیا گیا، اس کی تفصیل لکھتے ہوئے پروفیسر صاحب فرماتے ہیں:

"کیفیت: ۴ بجے سے کچھ قبل مشاہدہ کے واسطے باہر آئے، مشرقی سمت میں تا حد نگاہ کسی قسم کی کوئی روشنی بلب وغیرہ نہیں تھا، جو مشاہدہ میں رکاوٹ کا سبب بنتا، اس بستی میں بھی لائٹ نہیں ہے، اس اعتبار سے بھی بالکل اندھیرے میں مشاہدہ نہایت موزوں حالت میں کرنے کا موقع مل سکا۔ مشرقی افق سے بلندی کی جانب نمایاں طور سے صبح کاذب کا مشاہدہ کیا گیا، ۴ بجے سے کچھ قبل ہی صبح کاذب کی طولانی روشنی نمایاں طور سے مخروطی شکل وصورت میں بلندی کی جانب اٹھتی ہوئی واضح نظر آرہی تھی، جو آہستہ آہستہ اوپر سے مدھم ہوتی چلی گئی، اور اس کا عرض پھیلتا چلا گیا، صبح کاذب کی یہ روشنی خاصی واضح تھی، واقعی اس سے صبح کا دھوکہ ہو رہا تھا، بقیہ پورے آسمان پر اندھیرا تھا، دائیں بائیں دیکھا تو بالکل تاریکی چھائی ہوئی تھی، مگر درمیان میں یہ روشنی کی پٹی خوب روشن تھی، ۴ بجکر ۲۰ منٹ تک نمایاں طور سے یہ پٹی نظر آتی رہی، ۴ بجکر ۲۰ منٹ کے کچھ بعد بھی اس کی روشنی رہی، مگر مدھم پڑتی گئی، اور اوپر سے معلوم ہوتا تھا جیسے نیچے اتر رہی ہے، اور بلندی پر تاریکی پھیلتی گئی، اور بلندی پر جو تارے ماند پڑے ہوئے تھے پھر سے نمایاں ہوتے گئے۔۔۔ پھر قوس کی شکل میں روشنی افق سے متصل عرضاً پھیلتی گئی، حتی کہ ۴ بجکر ۴۰ منٹ پر یقین سے کہہ دیا گیا کہ صبح صادق ہو گئی، کیونکہ اس کا عرضاً پھیلاؤ نہایت نمایاں تھا، اور روشنی نصف دائرہ میں نمایاں تھی، اور وہ نصف دائرہ مسلسل بڑھتا ہی چلا گیا۔ اور اس کے چند لمحے بعد ساتھیوں نے کہا کہ اب کس بات کا انتظار ہے، صبح صادق تو ہو گئی"۔

اس تاریخ میں اس جگہ اٹھارہ درجہ کے مطابق صبح صادق کا وقت ۴ بجکر ۴۰ منٹ تھا۔ گویا اس دن اٹھارہ درجہ کے عین مطابق مشاہدہ ہوا۔

مشاہدہ نمبر ۸:

اسی مقام پر اگلے دن بھی مشاہدہ کیا گیا اور ۴ بجکر ۰۴ منٹ پر صبح صادق کا مشاہدہ کیا گیا، جو کہ عین اٹھارہ درجہ کا وقت ہے۔

(ب)۔۔۔ دارالعلوم کراچی کے تخصص کے طلباء اور اساتذہ کے مشاہدات:

۲۰۰۷ء میں دارالعلوم کراچی کے تخصص کے طلباء اور بعض اساتذہ نے "مٹھی" شہر جاکر مسلسل کئی روز مشاہدات کئے، ان مشاہدات میں ابتداء میں صبح صادق کی روشنی پندرہ درجے کے بعد محسوس ہوئی، کیونکہ ابتداءً آنکھیں افق سے مانوس نہیں تھیں، پھر آہستہ آہستہ جب آنکھیں افق سے مانوس ہوئیں تو صبح صادق کی پھیلی ہوئی روشنی پندرہ درجہ سے پہلے نظر آنی شروع ہوئی۔ چنانچہ پانچویں دن کی روئیداد کا ایک حصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

"پانچواں دن ۱۰ مئی:

تمام ساتھی ۳:۴۶ پر مقام مشاہدہ پہنچے، افق پر کوئی بادل نہ تھا، اوپر آسمان میں بھی بادل نہیں تھا، البتہ افق کے اوپر معمولی گرد تھی، جس کا احساس سورج طلوع ہونے کے وقت ہوا۔

۴:۱۸ پر ہلکی سفید روشنی کی ایک قوس محسوس ہوئی، جو مشرقی افق پر شمالی جانب میں ڈبلیو اسٹار کے نچلے دو ستاروں تک پھیلی ہوئی تھی، اور مشرقی افق پر جنوب کی جانب میں کافی دور تک محسوس ہوئی، اس قوس کا عرض، طول کے مقابلے میں واضح طور پر زائد تھا

۴:۲۲ پر اس قوس کی حدود بہت واضح ہوئیں اور اس میں روشنی اتنی زیادہ ہو گئی کہ تحریر کی سیاہی نظر آنے لگی اگرچہ تحریر پڑھی نہیں جاسکتی تھی۔ ۴:۳۹ پر اس روشنی میں حمرت بھی محسوس ہونے لگی۔

واضح رہے کہ ۴:۱۸ پر روشنی کی جو قوس نظر آئی تھی اس کے بعد کوئی اندھیرا محسوس نہیں ہوا بلکہ یہ روشنی مسلسل بڑھتی ہی رہی۔

دس مئی کو اٹھارہ درجے کے مطابق صبح صادق کا وقت ۴:۱۶ جبکہ ۱۵ درجے کے مطابق صبح صادق کا وقت ۴:۳۱ تھا۔

۴:۱۸ کے اعتبار سے سورج کا زیر افق زاویہ (۱۷:۴۴) بنتا ہے"

اس مشاہدہ میں اٹھارہ درجہ کے وقت سے صرف دومنٹ بعد قوس کی شکل میں پھیلی ہوئی روشنی نظر آئی جو صبح صادق کی روشنی ہوتی ہے، جیسا کہ البیرونی کے حوالہ سے شروع میں گزرا۔

(ج)۔۔۔دارالعلوم وزیرستان وانا کے علماء کا مشاہدہ:

پروفیسر عبداللطیف صاحب مرحوم کی کتاب "تسہیل الفلکیات" پر دارالعلوم وزیرستان کے مہتمم مولانا نور محمد صاحب اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں:

"آپ کے مطلوبہ اوقات سے متعلق پہلے بھی تحقیق ارسال کرچکا ہوں اب پھر گزارش ہے کہ میں نے دارالعلوم وزیرستان وانا کے جید علماء کرام کی حسب ذیل کمیٹی مقرر کی، انہوں نے مورخہ ۱۳جون ۸۸ء سے ۲۱جون تک صبح صادق اور غروب کے اوقات چیک کئے اور پھر مجھے دیدیئے، جب میں نے آپ کے ارسال کردہ اوقات کے ساتھ چیک کیا تو بالکل آپ کے نقشہ کے سوفیصد مطابق تھے، حالانکہ میں نے مذکورہ علماء کو آپ صاحب کے نقشے کے اوقات نہیں بتائے تھے، اس لئے آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ وانا کے اوقات کے متعلق آپ کا نقشہ بالکل درست ہے۔

کمیٹی کے علماء کے نام یہ ہیں:

(۱) مولانا عبدالوارث صاحب (۲) مولانا عبدالمجید صاحب

(۳) مولانا اصلاح الدین صاحب (۴) مولانا فرید احمد صاحب"۔

یادرہے کہ پروفیسر عبداللطیف صاحب مرحوم کے نقشے اٹھارہ درجے کے مطابق بنے ہوتے ہیں۔

(د)۔۔۔اردن میں صبح صادق کے مشاہدات:

اردن میں فجر صادق کیلئے اٹھارہ درجے پر عمل کرنے کا معمول ہے، بعض لوگوں کو اس پر اشکال ہوا تو علماء اور ماہرین فلکیات کی ایک جماعت نے ایک سال تک مشاہدات کئے جو رمضان ۱۴۳۰ھ سے شوال ۱۴۳۱ھ تک مختلف اوقات اور مختلف مقامات پر کئے گئے، ان حضرات کو بھی فجر صادق کی روشنی اٹھارہ درجے سے چار پانچ منٹ بعد نظر آئی۔ اس رپورٹ کا خلاصہ جو خود انہی حضرات نے تیار کیا، درج ذیل ہے:

"ملخص:

قامت مجموعة من أعضاء جمعية الفلك الأردنية والفقهاء وغيرهم برصد الفجر الصادق بالعين المجردة مرة كل شهر ولمدة عام كامل ١٤٣١/١٤٣٠ هـ وفي عدة مواقع من الأردن. وقد توصّل الراصدون إلى أن الفجر الصادق لا يُتَحَرّىٰ إلا في ظلام دامس، لأنه يبدأ خافتًا ثم ينتشر أفقياً بالتدريج. وعليه

لا تُقبل مراقبته من داخل المدن بسبب إضاءتها العالية التي تتغلب على إضاءة الفجر الصادق في البداية. ومن ثم، تُرَدُّ دعوى القائلين بتأخير أذان الفجر والإمساك في رمضان ٣٠-٢٠ دقيقةً.

نوصي بأن يبقى أذان الفجر كما هو الآن أي عندما تكون الشمس على مستوى ١٨ درجةً تحت الأفق الشرقي. وهو ما تعمل به المملكة الأردنية الهاشمية منذ زمن طويل. ذلك لأننا رأينا الفجر الصادق عدة مرات بعد ٥،٤ دقائق من بدء الأذان في ظروف غير تامة الإظلام وغير خالية من التلوث الجوي، مما يشير إلى إمكانية رؤية الفجر الصادق مع بدء لحظة الأذان لو كانت الظروف أفضل. ونقبل تأخير الأذان ٥ دقائق فقط، وهو أفضل زمن يقيني حصل عليه فريق الرصد، ويكون الأذان عندما تكون الشمس ١٦.٧٥درجةً تحت الأفق الشرقي." ("تحديد موعد حلول الفجر الصادق فی الأردن بالرصد الفلكی المباشر بالعين المجردة": الأستاذ الدكتور عبد القادر عابد، أستاذ الجيولوجيا بالجامعة الأردنية.، المجلة الأردنية فی الدراسات الإسلامية: مجلد:١١ (٢) ، ٢٠١٥.)

(ہ)۔۔۔بریلوی مکتب فکر کے اعلیٰ حضرت احمد رضاخان بریلوی صاحب کامشاہدہ:

”صبح صادق کیلئے سالہاسال سے فقیر کاذاتی تجربہ ہے کہ اسکی ابتداء کے وقت ہمیشہ ہر موسم میں آفتاب ۱۸ درجے ہی زیر افق پایاہے،اور صبح کاذب کے لئے جس سے کوئی حکم شرعی متعلق نہ تھااب تک اہتمام کاموقع نہ ملا“(”درء القبح عن درکِ وقت الصبح“: صفحہ نمبر:۸،از:مولانااحمد رضاخان بریلوی مرحوم)

(۴)۔۔۔جدید ماہرین فن کی تحقیق:

جدید ماہرین فلکیات بھی صبح کے وقت پندرہ درجے پر طلوع ہونے والی کسی روشنی کا ذکر نہیں کرتے، بلکہ وہ اٹھارہ درجے سے طلوع آفتاب تک کے وقفہ کو چھ، چھ درجات کے فاصلے سے تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔اور ہر حصے کا مخصوص نام رکھا گیا ہے۔

(الف)۔۔۔کراچی یونیورسٹی کے ایک ماہر فلکیات جناب جاوید قمر صاحب اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:
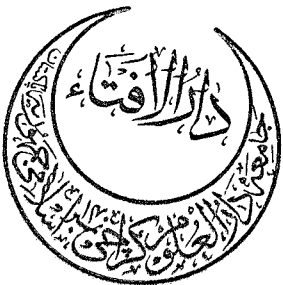
”جدید فلکیات کی تحقیق کی رو سے طلوع آفتاب سے مراد وہ لمحہ ہے جب آفتاب (مشرق میں)ٹھیک افق پر پہنچ جاتاہے ،جہاں تک فلق یعنی صبح کی شفق

(MORNING TWILIGHT) کا تعلق ہے یہ اس لمحہ شروع ہوتی ہے جب آفتاب (مشرق میں) افق سے تقریباً ۱۸ درجے نیچے ہوتا ہے، فلکیات میں افق سے لے کر ۱۸ درجہ نیچے تک کے درمیانی وقفہ کو تین برابر حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، اس طرح ہر حصہ ۶ درجہ کا ہوا، خود افق اور افق سے نیچے کے دائرۂ ارتفاع کے درمیانی وقفہ والی فلق کو قانونی فلق (Civil Twilight) کہتے ہیں، افق سے نیچے چھ درجے اور بارہ درجے نیچے کے دائروں کے درمیانی وقفہ والی فلق کو بحری فلق (Nautical Twilight) کہا جاتا ہے، اور افق سے ۱۲ درجے نیچے اور ۱۸ درجے نیچے کے دائروں کے درمیانی حصہ والی فلق کو فلکی فلق (Astronomical Twilight) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ چنانچہ صبح صادق کی ابتداء اور فلکی فلق کی ابتداء اس معنی میں ایک ہی شے کے دو نام ہیں کہ دونوں آفتاب کی براہ راست روشنی سے وجود میں آتی ہیں، اور اسی ایک لمحہ پر وجود میں آتی ہیں جب آفتاب افق سے (تقریباً) ۱۸ درجے نیچے ہوتا ہے ----- جہاں تک صبح کاذب کا تعلق ہے یہ بالکل ہی دوسری شے ہے، بعض دفعہ سازگار حالات میں (یعنی بالکل ہی صاف مطلع کی صورت میں اور کراچی جیسی جگہوں کے لئے اگست سے ستمبر تک) فلکی فلق کے طلوع (یعنی صبح صادق کے شروع) ہونے سے بھی کافی قبل ایک مدھم سی لیکن بایں ہمہ خاصی واضح قسم کی روشنی مشرقی افق پر دیکھی جاسکتی ہے، اس روشنی کی شکل کچھ حد تک ایک مخروط (CONE) یا اہرام (PYRAMID) سے ملتی جلتی ہوتی ہے، ایک ایسا اہرام جس کا قاعدہ (BASE) پندرہ سے بیس درجہ تک چوڑا اور افق سے ملا ہوتا ہے، اور جس کا سر (VERTEX) افق سے عموداً (تقریباً) چالیس درجہ اوپر کو ہوتا ہے"۔۔ (صبح صادق و صبح کاذب ص ۱۹۲، ۱۹۱، از: پروفیسر عبد اللطیف صاحب)

اسی خط میں جناب جاوید قمر صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

"صبح صادق کا ظہور اس لمحہ ہوتا ہے جب آفتاب افق سے (تقریباً) اٹھارہ درجے نیچے ہوتا ہے، نہ کہ اس لمحہ جب یہ افق سے (تقریباً) پندرہ درجے نیچے ہوتا ہے۔" (صبح صادق و صبح کاذب ص ۱۹۱، از: پروفیسر عبد اللطیف صاحب)۔

(ب)۔۔۔ "سپارکو" کے ڈائریکٹر اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں:

"صبح کے وقت (جبکہ آفتاب اٹھارہ درجہ زیر افق ہوتا ہے) فلکی فلق Astronomical Twilight کی ابتداء کے موقع پر پورا افق ہلکی سرخی مائل روشنی سے منور ہو جاتا ہے اور اس روشنی کا پھیلاؤ پورے افق پر قوس کی شکل میں ہوتا ہے، نہ کہ ایک مخروطی یا مستطیل کی شکل میں، روشنی کے پھیلاؤ میں کسی نمایاں تبدیلی کے بغیر اس کی تیزی میں اضافہ ہوتا ہی چلا جاتا ہے۔

زوڈیکل لائٹ (بروجی روشنی) بھی سورج ہی کی روشنی ہے، مگر یہ وہ روشنی ہے جو کہ بین السیاراتی گیس اور ذرات سے منعکس ہو کر نظر آتی ہے (نہ کی ارضی فضا سے) یہ سفیدی مائل ہوتی ہے، اور زوڈیکل بیلٹ (بروجی پٹی) میں مدار کے گرد محدود رہتی ہے، پس یہ اوپر کی جانب چڑھتی ہوئی (پھیلی ہوئی) ہوتی ہے، ساز گار حالات میں یہ ایک مخروطی روشنی کی شکل میں نظر آتی ہے، جو کہ مشرقی افق پر اس وقت پھیلی ہوئی نظر آتی ہے جبکہ آفتاب زیر افق ۱۸ درجات سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے بعض اوقات صبح کاذب (False Dawn) کا بھی تاثر ہوتا ہے"۔ (صبح صادق و صبح کاذب ص: ۱۸۸، از: پروفیسر عبد اللطیف صاحب)

(ج)۔۔۔ حضرت مولانا محمد موسیٰ بازی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "الہیئۃ الکبریٰ" کی شرح "سماء الفکری" میں تحریر فرماتے ہیں:

"فجر کی ابتداء فنِ ہیئت کے اصولوں کے پیشِ نظر اس وقت ہوتی ہے جبکہ (۱) آفتاب کا فاصلہ اُفقِ شرقی سے نیچے کی طرف ۱۸ درجے ہو عند بعض العلماء۔ اور یہ قول زیادہ محقق ہے (۲) یا ۱۷ درجے ہو جیسا کہ بعض ماہرین کی رائے ہے (۳) یا ۱۹ درجے ہو۔ جیسا کہ بعض علماء کا قول ہے۔ (۴) یا ۱۵ درجے ہو، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ ("سماء الفکری" بہامش "الہیئۃ الکبریٰ"، ص: ۱۳۲)

درج بالا تصریحات کے علاوہ دیگر تمام ماہرین جدید فلکیات کی تحریرات میں پندرہ درجہ پر طلوع ہونے والی کسی روشنی کا ذکر نہیں ملتا۔ اگر پندرہ درجے پر صبح صادق ہوتی تو ان ماہرین کے کلام میں (کسی نہ کسی نام سے) ضرور اس کا ذکر ہوتا۔
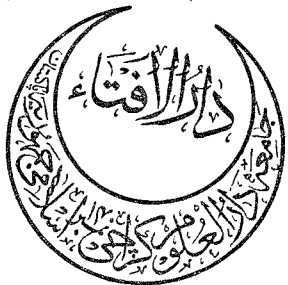
(۵)۔۔۔پندرہ درجے کے قائلین حضرات کے استدلالات اور ان کے جوابات:

استدلال نمبر ا: **القانون المسعودی کی مندرجہ ذیل عبارت:**

الفجرهو ثلاثةانواع ..... وبحسب الحاجة إلى الفجر والشفق رصد أصحاب هذه الصناعة أمره فحصلوا من قوانين وقته ان انحطاط الشمس تحت الأفق متى كان ثمانية عشر جزأً كان ذلك الوقت وقت طلوع الفجر في المشرق ووقت مغيب الشفق في المغرب، ولما لم يكن شيئاً معيناً بل بالأول مختلطاً اختلف في هذاالقانون فرآه بعضهم سبع عشر جزأً.

جواب: اس عبارت سے پندرہ درجے کے قائلین کا استدلال اور اس کے جوابات صفحہ نمبر:۳تا۶ پر تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ (ملاحظہ فرمائیں صفحہ نمبر:۳تا۶)

استدلال نمبر ۲: **"شرح چغمینی" کی مندرجہ ذیل عبارت:**
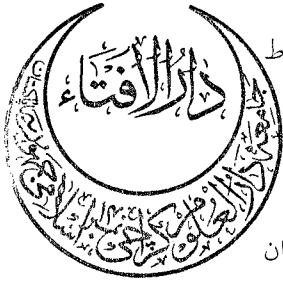
"وقد عرف بالتجربة أن أول الصبح وآخر الشفق إنما يكون إذا كان انحطاط الشمس ثمانية عشر جزءاً."

استدلال نمبر ۳: **"حاشیۂ شرحِ چغمینی" کی مندرجہ ذیل عبارت:**

قال المحشي (البرجندي): هذا هو المشهور، ووقع في بعض كتب أبي ريحان أنه سبعة عشر جزءًا، وقيل إنه تسعة عشر جزءًا، وهذا في ابتداء الصبح الكاذب، وأما في ابتداء الصبح الصادق فقد قيل: إن انحطاط الشمس حينئذ خمسة عشر جزءاً.

جواب: شرح چغمینی اور حاشیۂ شرح چغمینی کی مندرجہ بالا دونوں عبارات سے پندرہ درجے کے قائلین کا استدلال اور اس کے جوابات صفحہ نمبر:۲۳ تا صفحہ نمبر:۲۴ پر تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ نیز صفحہ نمبر:۶،۷ پر بھی اس عبارت کی وضاحت گذر گئی ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں صفحہ نمبر:۶،۷، اور صفحہ نمبر:۲۳ تا صفحہ نمبر:۲۴)

استدلال نمبر ۴: **وہ عبارات جن میں مطلق "صبح" کا درجہ اٹھارہ ذکر کیا گیا ہے:**

پندرہ درجے کے قائلین حضرات کا ایک استدلال ان عبارات سے ہے جن میں "مطلق صبح" کا درجہ اٹھارہ ذکر کیا گیا ہے، یہ حضرات اس کو صبح کاذب پر حمل کر کے صبح صادق کو پندرہ درجہ زیرِ افق پر مانتے ہیں۔

جواب: اس بات کی وضاحت بھی پہلے ہو چکی ہے کہ "مطلق صبح" کا درجہ جو اٹھارہ ذکر کیا گیا ہے، اس سے مراد صبح صادق ہے نہ کہ صبح کاذب۔(تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: ص:۳تا۶۔ ۱۱تا۱۴۔ ۲۱تا۲۳)

استدلال نمبر۵: بعض وہ عبارات جن میں اٹھارہ درجے پر صبح کاذب ہونے کی تصریح ہے:

احسن الفتاوی:۲/۱۶۶،۱۶۵ پر "تصریح"، "تحفۃ اولی الالباب شرح بست باب"، "شرح لم بر بست باب" کی عبارات نقل کی گئی ہیں، جن میں اٹھارہ درجے پر صبح کاذب ہونے کی تصریح ہے، مثلاً تصریح میں لکھا ہے:

"إذ قد علم بالتجربة أن انحطاط الشمس أول الصبح الكاذب وأخر الشفق ثمانية عشر درجةً" (تصريح:رقم الصفحة:٦٩)

جواب: یہ عبارات چونکہ تمام محققین اہل فن کے خلاف ہیں جس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے، اس لیے ترجیح ان محققین علماء کے قول کو دی جائیگی، نہ کہ ایسے قول کو جو شاذ کا درجہ رکھتی ہے۔

استدلال نمبر۶:

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالی کے ساتھ گیارہ علماء کرام تین دن تک مسلسل مشاہدات کرتے رہے، ان کے نتائج بھی پندرہ درجہ کے مطابق تھے۔

جواب: یہ مشاہدات متعدد مشاہدات کا ایک مرحلہ تھا، ان مشاہدات کے دوران مطلع بھی پوری طرح صاف نہ تھا اسلئے یہ ایسے حتمی مشاہدات نہ تھے جن کی بنیاد پر حتمی فیصلہ کیا جائے، ان مشاہدات کے بارے میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا یہ ارشاد ہم نے اپنے استاذ محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ تعالی سے سنا کہ:

> "مجھے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات یاد ہے کہ چونکہ ہم شہروں میں رہتے ہوئے صبح صادق اور صبح کاذب کے واضح معاینے کے عادی نہیں رہے، اس لئے صرف ایک دو مشاہدوں سے کوئی حتمی نتیجہ نہیں نکالنا چاہئیے، بلکہ متواتر متعدد مشاہدات کی ضرورت ہے۔"

چنانچہ اس کے بعد بھی مشاہدات جاری رہے،(ٹنڈوآدم کے یہ مشاہدات ۱۹۷۰ء میں ہوئے۔اس کے بعد ۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۴ء میں مزید مشاہدات ہوئے)اوران مشاہدات میں متعدد بار صبح صادق اٹھارہ درجہ کے مطابق نظر آئی، جس کی تفصیل پروفیسر عبداللطیف مرحوم کی کتاب "صبح صادق و صبح کاذب" کے صفحہ ۷۵ تا ۸۳ میں موجود ہے۔ان مشاہدات میں مشاہدہ نمبر۵ جو ۱۱/ اپریل ۱۹۷۳ کو "میرپور ساکرو" میں کیا گیا اس وقت اٹھارہ درجہ کے مطابق وقت فجر ۴:۵۳ تھا۔ اس مشاہدے میں حضرت مولانا عاشق الہی صاحب رحمہ اللہ

نے ۴:۵۴ بجکر ۵۴ منٹ پر فجر صادق کا مشاہدہ کرلیا تھا، جبکہ آٹھ ساتھیوں نے وقت مشاہدہ ۴:۵۵ بجکر ۵۵ منٹ نوٹ کرایا۔ (لہذا یہ مشاہدہ اٹھارہ درجے کے مطابق ہوا)۔

مشاہدہ نمبر ۶، ۷، ۸ اور ۹ میں بھی اٹھارہ درجے پر فجر صادق کا مشاہدہ کیا گیا۔

نیز ان مشاہدات کے علاوہ کتبِ ہیئت کی طرف مراجعت کرکے بھی تحقیق کی گئی تو یہ ثابت ہوا کہ فجر صادق اٹھارہ درجے کے مطابق ہوتی ہے، تو اس تحقیق کے بعد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب رحمہ اللہ نے پندرہ درجے کے قول سے رجوع فرماکر اٹھارہ درجے کے قول کو درست قرار دیا۔

اس سلسلے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فتاوی عثمانی میں درج ذیل تفصیل ذکر کی گئی ہے:

> ”صبح صادق کے مسئلے پر حضرت والد صاحبؒ اور حضرت مولانا بنوری صاحب قدس سرہ کے زمانے میں مہینوں تحقیق جاری رہی، جس میں مشاہدات بھی کئے گئے، اور حسابی تحقیق بھی کی گئی، آپ نے ٹنڈو آدم کے جس مشاہدے کا ذکر فرمایا ہے وہ متعدد مشاہدات کا ایک مرحلہ تھا، کوئی حتمی مشاہدہ نہیں تھا، اس وقت یہ بات سب پر واضح تھی کہ مطلع گرد آلود ہونے کی بنا پر اس مشاہدے کو کسی حتمی فیصلے کی بنیاد نہیں بنایا جاسکتا، اس کے بعد بھی متعدد مشاہدات کئے گے، کتابی تحقیق بھی ہوئی، بالآخر حضرت والد صاحبؒ اور حضرت مولانا بنوری صاحبؒ دونوں نے حضرت مفتی رشید احمد صاحب مد ظلہم کی تحقیق سے اختلاف اور اس پر عدم اطمینان کا اعلان فرمایا، اس کے بعد انہی حضرات کے حکم سے خود احقر نے ایک مفصل تحریر حضرت مفتی رشید احمد صاحب مد ظلہم العالی کی خدمت میں بھیجی جس میں ان بزرگوں کے فیصلے کی وجوہ عرض کی تھیں، حضرت مد ظلہم کی طرف سے اس تحریر کا کوئی جواب بھی موصول نہیں ہوا۔ بہر صورت یہ مسئلہ مہینوں کی محنت اور تحقیق و مشاہدے کے بعد کم از کم ہماری حد تک واضح ہو گیا۔ افسوس ہے کہ اس کے باوجود ہر موقع پر ٹنڈو آدم کے اس ناتمام مشاہدے کی بنیاد پر بزرگوں کو مطعون کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور ان حضرات کی بعد کی تحریروں اور مشاہدات اور زبانی گفتگو کا کوئی حوالہ نہیں دیا جاتا“۔ (فتاویٰ عثمانی ج ا ص ۳۵۶)

ختامہ مسک:

اور آخر میں "ختامہ مسک" کے طور پر چند روایات نقل کی جاتی ہیں جن سے یہ استیناس کیا جاسکتا ہے کہ فجر صادق اور طلوع آفتاب میں پندرہ درجہ سے زیادہ فصل ہوتا ہے، اس سے اٹھارہ درجے کی تائید ہوتی ہے۔ متعلقہ روایات درج ذیل ہیں:

السنن الكبرى للبيهقي (۲/ ۳۸۹)

أخبرنا أبو سعيد بن أبي عمرو حدثنا أبو العباس: محمد بن يعقوب أخبرنا الربيع بن سليمان أخبرنا الشافعي أخبرنا ابن عيينة عن ابن شهاب عن أنس: أن أبا بكر الصديق رضى الله عنه صلى بالناس الصبح ، فقرأ بسورة البقرة ، فقال له عمر: كربت الشمس أن تطلع. فقال: لو طلعت لم تجدنا غافلين.

{ت} وبمعناه رواه قتادة عن أنس وقال: كادت الشمس.

أخبرنا أبو زكريا بن أبي إسحاق المزكى وغيره قالوا حدثنا أبو العباس هو الأصم أخبرنا الربيع بن سليمان أخبرنا الشافعي أخبرنا مالك ح وأخبرنا أبو أحمد: عبد الله بن محمد بن الحسن العدل أخبرنا أبو بكر: محمد بن جعفر المزكى حدثنا محمد بن إبراهيم العبدى حدثنا ابن بكير حدثنا مالك بن أنس عن هشام بن عروة عن أبيه: أن أبا بكر الصديق رضى الله عنه صلى الصبح، فقرأ فيها سورة البقرة فى الركعتين كلتيهما.

وبإسنادهما عن مالك عن هشام بن عروة عن أبيه أنه سمع عبد الله بن عامر يقول: صلينا وراء عمر بن الخطاب رضى الله عنه الصبح ، فقرأ فيها سورة يوسف وسورة الحج قراءةً بطيئةً. قال هشام فقلت: والله إذاً لقد كان يقوم حين يطلع الفجر. قال: أجل.

اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں سورہ بقرہ پڑھی، اور نماز سورج نکلنے سے کچھ دیر پہلے مکمل ہوئی۔ اس حدیث کا اگر بغور تجزیہ کیا جائے تو یہ اٹھارہ درجے کی مؤید ہے، کیونکہ سورہ بقرہ پڑھنے میں سوا گھنٹہ لگ جاتا ہے، خصوصاً جبکہ ترتیل سے قراءت کی جائے۔ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یقیناً ترتیل ہی سے پڑھا ہوگا۔ اور دوسری حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول بتایا گیا ہے کہ انہوں نے "بطیئ قراءت" کے ساتھ سورۂ یوسف اور سورۂ حج پڑھی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے قریب قریب قراءت کی ہوگی)۔
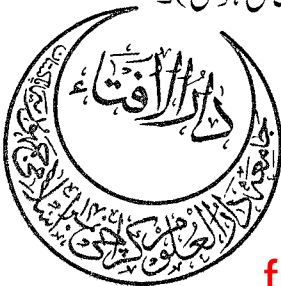
تلاوت کے علاوہ نماز میں رکوع، سجود، قعود، قومہ وجلسہ اوران کے اذکار میں بھی وقت لگتاہے۔ فجر کی نماز میں اس کے لئے کم از کم چھ سات منٹ درکار ہوتے ہیں، اذان اور اقامت میں بھی کم از کم تین چار منٹ لگ جاتے ہیں، فجر کی دو سنت پڑھنے میں بھی کم از کم دو تین منٹ لگ جاتے ہیں۔ ان افعال کا مجموعہ کم از کم تیرہ، چودہ منٹ بن جاتاہے۔ لہذا تلاوت کو ملا کر مجموعی وقفہ تقریباڈیڑھ گھنٹہ بن جاتاہے۔ اور مدینہ منورہ میں گرمیوں کے طویل دنوں میں بھی یہ وقفہ اٹھارہ درجے کے حساب سے ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ نہیں بنتا؛ کیونکہ ۲۱/جون کو مدینہ منورہ میں اٹھارہ درجے کے اعتبار سے طلوع فجر ۴:۰۵ پرہے، اور طلوع آفتاب ۵:۳۳ پرہے، اس کا درمیانی وقفہ ایک گھنٹہ اٹھائیس منٹ بنتاہے، جبکہ پندرہ درجے کے اعتبار سے یہ وقفہ ایک گھنٹہ بارہ منٹ بنتاہے۔ جو سورۂ بقرہ کی تلاوت کیلئے بھی کافی نہیں ہوسکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی طلوعین کا وقفہ اٹھارہ درجے کے مطابق ہوتا تھا۔

واللہ سبحانہ وتعالی اعلم بالصواب

سید حسین احمد

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۰/رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

للہ در المجیب وفقہ اللہ تعالی وبارک فی عمرہ وعلمہ وعملہ حیث اصاب فیما اجاب واجاد فیما افاد۔

العبد محمد تقی العثمانی عفا اللہ تعالی عنہ

۱۰-۹-۱۴۳۸ھ

جزی اللہ تعالی المجیب عنا جزاء وافرا ووفقہ للمزید من العلم والتفقہ وبارک فی علمہ وعملہ۔ آمین

العبد محمود اشرف غفر اللہ

۱۱/۹/۱۴۳۸ھ